

پندتی فیض احمد پورنگر کا مارٹ

MA'ARIF FEATURE

ناسب مدیران: متعتم ظفر خان، سید سعیج الدین جسینی، نویں نون - معاون مدیر: غیاث الدین

ڈی - ۳۵، بلاک - ۵، فیڈرل بُلی ایریا، کراچی - ۷۵۹۵۰

فون: ۰۳۶۸۰۹۲۰۱ - ۰۳۶۸۳۹۸۳۰ (۹۲-۲۱)، فیکس: ۰۳۶۳۱۰۳۰

برقی پاپ: www.irak.pk، ایمیل: irak.pk@gmail.com

- ۱۔ معارف فیض احمد کیم اور رسول نارنگوں کو شائع کیا جاتا ہے۔ اس میں دنیا بھر سے (ہمیں) وستیاب ایں معلومات کا انتخاب پیش کیا جاتا ہے۔ جو اسلام سے وابحی اور ملت اسلامیہ کا در در کھنے والوں کے غور و مکر کے لئے اہم یامنید ہو سکتی ہیں۔
- ۲۔ پیش کیا جانے والا لوازمہ بالعمم بلا تصریح شائع کیا جاتا ہے۔ کسی مضمون، نقطہ نظر، خیال یا معلومات کے انتخاب کی وجہ سے ہمارا تقاضا نہیں اس کی ابھیت ہوتی ہے۔ کسی مضمون یا معلومات کی مدل تردد یا اس سے اختلاف پر بھی لوازمہ کو بھی جگہ دی جا سکتی ہے۔
- ۳۔ معارف فیض احمد کو بہتر بنانے کے لیے مغایر معلومات کے حصول یا ان کے ذرا شائع نہ کر رسمی میں آپ کی مدد کا خیر مقدم کیا جائے گا۔
- ۴۔ ہمارے فراہم کردہ لوازمے کے زیر پیش یعنی غیر تجارتی ابلاغ کی عام اجازت ہے۔
- ۵۔ معارف فیض احمد کی کوئی قیمت مقرر نہیں۔ ہماری مطبیات کی ضرورت بھی حتی ہے اور عطیات قبول بھی کیے جاتے ہیں۔ اسلامک دیسروچ اکیڈمی کو اچھی

تیار ہے۔ جوئی رکن کے الفاظ میں کہیے تو چین نے مالک دو رام امریکا نے چین کو اسٹریٹجیک مقابل کے روپ میں زیادہ دیکھا ہے۔ یورپ کے پیشتر قائدین کا خیال ہے کہ صدر ٹرمپ کسی بھی وقت پچھلے بھی کہہ سکتے ہیں اور ان پر کمل بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے نتیجے میں پیشتر یورپی طاقتیں اب حکومت عملی کے حوالے سے زیادہ خود مختاری کی طرف روان ہوئی ہیں۔ صدر ٹرمپ نے حال ہی میں انگلستان اور شام کے فوج نکالنے کا اعلان کر کے امریکا کی کے اسلام ملکی ڈاکٹر اسکے حوالے سے یورپیں لیا ہے۔ بہت سوں کے خیال میں اسی فیصلے نے جیسے میں کو استحقی دینے پر مجبور کیا۔ اور یہ کہاب یورپ کی سلامتی کے حوالے سے معاملات پر پیشان کرنے ہو چلے ہیں۔

یورپی یونین کے حکام بھلے ہی کہتے رہیں کہ یورپی یونین کے اقدامات کے سیاسی مناجح برآمد نہیں ہوتے مگر حقیقت یہ ہے کہ اب بعض یورپی ممالک نے انفرادی سطح پر

اندرونی صفات پر:-

- افغانستان میں جاری کھیل کا آخری مرحلہ
- شاہ سلمان کی باوشامت کے چار سال ---
- ایشیا کے مستقبل میں روس کا نیا کردار
- بریگزٹ، برطانوی عوام اور یورپی یونین، کس کو لکھا سارے؟
- اکیسویں صدی اور ٹیکنالوژی کا چین
- واشنگٹن اور انقرہ پھر آئنے سامنے
- حسینہ و اجد کا دور حکومت اور چین۔ بگلا دلیش تعلقات

چین اور یورپ کے ”خواب کا تصادم“

Theresa Fallon

جنوری ۲۰۱۸ء میں برسلو کا شاندار یوز ارچیٹر تاریخی لمحات سے متعلق عوامی جمہوری چین کی ویڈیو کا بیک ڈریپ تھا۔ یہ موقع چینی نئے سال کے جشن کا۔ ایک گلوکار فن کا مظاہرہ کر رہا تھا اور اس کی پشت پر چلا جانے والی ویڈیو میں چین کی کامیابیوں کو نیا اس طور پر پیش کیا جا رہا تھا۔ ویڈیو میں چین کے پہلے جو ہری دھماکے، عالمی تجارتی تنظیم میں شمولیت، پہلے طیارہ بردار جہاز کی تیاری اور دیگر معاملات سے دنیا کو آگاہ کیا جا رہا تھا۔ حاضرین میں موجود سفارت کار، فوجی نمائندے اور دیگر حکام دم سادھے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ سوال یہ تھا کہ وہ چین کی کامیابیوں کو دیکھ کر متاثر ہو رہے تھے یا نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ متاثر ہو بھی رہے ہوں، مگر اس سے کہیں بڑھ کر وہ جرأت زدہ بھی تھے اور تشویش میں بھی بتتا تھے۔ چین کی بڑھتی ہوئی عسکری قوت، میمعشت کے پیشہ ہوئے جنم اور ٹیکنالوژی میں پیش رفت نے یورپ کے بہت سے پالیسی سازوں کو خواب غفلت سے بگا دیا ہے۔ یورپی یونین ایک زمانے سے غیر اعلانیہ طور پر، مشتری اندازے چین کے بارے میں سوچتی آئی ہے۔ چین کے مستقبل کے حوالے سے مختلف اندازے لگائے جاتے رہے ہیں مگر اب اندازہ ہوتا ہے کہ پیشتر اندازے خام خیالی یا خوش چینی پر مشتمل تھے۔

چین کی معاشری و عسکری قوت میں غیر معمولی اضافے کے ساتھ یہ چین، واشنگٹن اور برسلو کی اسٹریٹجیک تکون میں بھی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ صدر ڈنلڈ ٹرمپ کی صدارت کے پورپ کو چین کا ساتھ دینا چاہیے۔ چینی قیادت نے اس وائٹ ہائی ہائی پر چین کا ساتھ دینا چاہیے۔ کہ جہاں کہیں بھی امریکا کے انخلا سے خلا پیدا ہوا ہے وہاں وہ اپنا کردار ادا کر کے خلیپہ کرنے کو

جزمن چاٹلر نجیل امرکل نے بلقان کے خط میں چین کے بڑھتے ہوئے اڑ و سوخ کے حوالے سے تشویش کا اظہار کیا ہے۔ یونیورسٹی کافرنس ۲۰۱۸ء میں ہم و زیر خالجہ سگار گیریل نے چینی صدر شی جن پنگ کے پیش کردہ بیٹ اینڈ روڈ منصوبے پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ چین ایک ایسا نظام تیار کر رہا ہے، جو ہمارے نظام کی طرح جھوہرت، انسانی حقوق اور آزادی کے اصولوں کی بنیاد پر استوار نہیں۔

بہر کیف، چین نے اپنی بھروسہ معماشی قوت کو بروئے کار لا کر یورپ میں اختلاف رائے پیدا کر دیا ہے۔ اب بہت سے معاملات پر تمام یورپی طاقتیں ہم آہنگ ہو کر بات نہیں کر رہیں۔ مثلاً مارچ ۲۰۱۸ء میں ہنگری نے ایک ایسے مشترک کھل پر و تخطی سے انکار کیا، جو زیر حرست و کاپر تشدید کے حوالے سے تھا۔ جون ۲۰۱۸ء میں یونان نے اقوام تحدہ میں ایک ایسے بیان کی راہ مسدود کر دی، جس میں چین کے انسانی حقوق کے ریکارڈ کی نہ ملت کی گئی تھی۔ جولائی ۲۰۱۸ء میں یورپی یونین کے ایک ایسے بیان کو ہنگری، یونان اور کرواشیا نے بیو کیا، جس میں بحیرہ جنوبی چین میں چین کے ملکیتی دعوؤں پر تقدیم کی گئی تھی۔ ان تمام مثالوں سے یورپی یونین کی پالیسیوں پر اڑ انداز ہونے سے متعلق چین کی صلاحیت کا مکونی اندازہ لکایا جاسکتا ہے۔

کئی شجے ایسے ہیں جن میں یورپ اپنی واخی طور پر برتری کا حامل ہے۔ حقیقتاً عیناً الوجی کے حوالے سے یورپ کو اپنی برتری برقرار رکھنے پر تجوہ رہنا چاہیے۔ ایسا کہنا ترقی اور سلامتی کے حوالے سے مستقبل کو محفوظ بنانے کی خاطر لازم ہے۔ عیناً الوجی کی منتقلی کے حوالے سے یورپ کو زیادہ محاط رہنے کی ضرورت ہے۔ ۵۔ جی عیناً الوجی کے حوالے سے یورپ کو واضح حکمت عملی تیار کرنا ہوگی۔

ہو سکتا ہے کہ یورپی یونین کے حکام کو اپنے آپنی بہت زیادہ پرکشش محسوس نہ ہوتے ہوں مگر وقت آگیا ہے کہ وہ محض تہائی بنتے رہنے کی روشن ترک کریں اور میدانِ عمل میں نکلیں۔ یورپ کو اب طے کرنا پڑے گا کہ ماحصلہ جدید ہتھ کے دور میں سلامتی اور ترقی و دنوں حوالوں سے مل جل کر کام کرنے کا طریقہ درست تھا یا یہ طریقہ ترک کرنا پڑے گا۔ اور یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ یورپی طاقتوں کا مل کر چلتا ہے عالمی نظام کو کسی حد تک بہتر بنائے گا۔ (ترجمہ: محمد احمد غان)

"When the China dream and the European dream collide".

("warontherocks.com". January 7, 2019)

کے حوالے سے جویز ایسے وقت سامنے آئی ہے، جب یورپی یونین کے بہت سے رکنِ ممالک کے لوگوں کو یہ شکایت ہے کہ یورپی ممالک میں تو براہ راست ہی و فی سرمایہ کاری کی اجازت ہے تاہم اس کے مقابلے میں چین میں سرمایہ کاری کی گھنیش دی جاتی ہے نہ کلی منڈی تک رسائی ہی دی جاتی ہے۔ چین کے بیشتر کاروباری ادارے دراصل ریاستی مفادات کے تابع ہوتے ہیں۔ یورپ میں چینیوں کی سرمایہ کاری کا ۲۰۰۸ء میں ۷۰% کا روڑ ڈال رکھی۔ ۷۰۱۸ء میں یہ ۳۰% ارب ڈال کی منزل تک پہنچ چکی تھی۔

یونان کی بندرگاہ ہی اس میں چینیوں کی سرمایہ کاری اصل بلغراد اور بد اپیٹ سے ہوتے ہوئے باقی یورپ تک رہا۔ باری کو عرضی وجود میں لانے کے لیے تھی، مگر اب صاف محسوس ہوتا ہے کہ اس سرمایہ کاری کے شدید اثرات یونان اور ہنگری محسوس کر رہے ہیں۔ ویسے چینیوں کی بیشتر سرمایہ کاری جنمی، فرانس اور برطانیہ میں ہے اور زور اس بات پر ہے کہ جو یکتنا الوجی امریکا سے حاصل نہ کی جا سکتی ہو وہ یورپ سے حاصل کری جائے۔

دو طرف سرمایہ کاری کے حوالے سے معاملہ اس وقت زیادہ اُجاگر ہوا جب جرمی کے معروف روکیکس میکر Kuka کو چینی ملکیت کے ادارے Midea نے خریا۔ تجربہ کاروں کو معلوم ہوا کہ جرمن انجینئر اب ہیپلز یورپ آری کے لیے روکیکس تیار کرتے ہیں۔ یہ کوئی اچھا سو و انہیں تھا۔ اب جرمی نے بھی برادرست ہی و فی سرمایہ کاری پر گھری نظر کھانا شروع کر دی ہے اور یورپی یونین سے متعلق سیاست کس نویت کے اقدامات کی راہ ہموار کرتی ہے۔

فروری ۲۰۱۸ء میں فرانس، اٹلی اور جرمی نے یورپی یونین سے کہا کہ وہ یورپ میں براہ راست ہی و فی سرمایہ کاری کی اسکرینگ سے متعلق سفارشات مرتب کرنے کے لیے کمیش قائم کرے۔ یعنی یورپی طاقتیں نے اگرچہ کسی ملک کا نام نہیں لیا تاہم یہ بات طے ہے کہ وہ چینی بائشدوں کی طرف سے کی جانے والی براہ راست سرمایہ کاری کے حوالے سے غیر معمولی تشویش میں بتلا تھے۔ یہ بات بھی سامنے آئی پورپی ریاستیں بھی لرزش محسوس کیے بغیر نہ رکھیں گے۔

یورپی یونین کے حکام بھی اس بات کو محسوس کر رہے ہیں کہ چین اب روں کے ساتھ مل کر یورپ کو متاثر کرنے والے ماحول میں کام کر رہا ہے۔ فروری ۲۰۱۸ء میں جرمی کے دو تھنک روکیکس نے بھی اپنی روپوٹس میں بتایا کہ چین اب یورپ کے معاملات پر غیر معمولی حد تک اڑ انداز ہونے کی بھروسہ کو شک کر رہا ہے۔ یہ سب کچھ اس قدر واضح ہے کہ یورپی یونین کے پالیسی ساز اسے کسی طور نظر انداز نہیں کر سکتے۔

اور یورپی یونین نے اجتماعی سطح پر چین کو ایک بڑے حرف کے روپ میں دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ چین کی "میڈ ان ۲۰۲۵ء" حکومت عملی نے یورپ کی ہائی ٹیک انڈسٹری کے لیے بیداری کا کرواراد کیا ہے۔

یورپ اور بھارت دونوں ہی چین کو سمجھ دی سے لے رہے ہیں۔ دونوں کے لیے چین کی بڑھتی ہوئی سیاسی، عسکری اور معاشری قوت نے دیک اپ کاں کی سی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ ایسے میں ایک اہم سوال یہ ہے کہ کیا بھارت کا "یوا ٹکنی"، آ درش اور یورپیں ڈریم مقصدام ہوں گے؟ دیکر ۲۰۱۸ء میں یورپیں کوئی نے "ای یوا ٹکنی آن اٹھیا" کے حوالے سے اخذ کیے جانے والے خیالات کو قبول کیا۔ کیا اس سے یورپی یونین اور بھارت کے تعلقات کا ایک نیا وہ شروع ہو گا؟ اب تک عام خیال یہ تھا کہ یورپی یونین نے چین کو زیادہ اہمیت دی ہے اور بھارت کو مجموعی طور پر نظر انداز کیا ہے۔ بھارت کے حوالے سے نیجی حکومت عملی اپنائے سے پیتاڑ چاہرے گا کہ یورپی یونین بھارت کو بھی ساتھ لے کر چنان چاہتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ ایسے نئے عالمی نظام کو پروان چڑھانے کے حق میں ہے، جو اصولوں کی بنیاد پر کام کرتا ہے۔ علاوہ ازیں یورپی یونین سلامتی سے متعلق سیاست اپ کو بہتر بنانے کی بھی کوشش کر رہی ہے۔ ابھی یہ دیکھنا تھا کہ اس وائسٹ پیپر کے مندرجات کی بنیاد پر چینی قیادت کس نوعیت کے اقدامات کی راہ ہموار کرتی ہے۔

فروری ۲۰۱۸ء میں فرانس، اٹلی اور جرمی نے یورپی یونین سے کہا کہ وہ یورپ میں براہ راست ہی و فی سرمایہ کاری کی اسکرینگ سے متعلق سفارشات مرتب کرنے کے لیے کمیش قائم کرے۔ یعنی یورپی طاقتیں نے اگرچہ کسی ملک کا نام نہیں لیا تاہم یہ بات طے ہے کہ وہ چینی بائشدوں کی طرف سے کی جانے والی براہ راست سرمایہ کاری کے حوالے سے غیر معمولی تشویش میں بتلا تھے۔ یہ بات بھی سامنے آئی پورپی ریاستیں بھی لرزش محسوس کیے بغیر نہ رکھیں گے۔ زیادہ ہے کہ فرانس، اٹلی اور جرمی کی جمیونز پر کھل کر بحث نہیں کی جا سکی۔ یورپی کوئی نہیں اور یورپی پارلیمان..... تینوں ادارے اس حوالے سے باضابطہ انکرات اور بحث کی منزل سے دور رہے۔ ناقدریں کہتے ہیں کہ اس حوالے سے پالی جانے والی موجودہ دستاویز میں ذرا بھی دم ثیک کیوںکہ اس کی ساری طاقت ختم کر دی گئی ہے۔

یورپ میں براہ راست ہی و فی سرمایہ کاری کی اسکرینگ

امریکا افغانستان میں اپنے پیچھے ایک چھوٹی انسد اور دشمن گردی فروں چھوڑ جانا چاہتا ہے۔ اطلاعات کے مطابق، طالبان نے امریکا کے ساتھ ابتدائی مذاکرات کے دوران اس کی خلاف تھیں کی تھی۔ اگر ایران اور روس اس قسم کی مسلسل امریکی موجودگی کی خلافت کرتے ہیں تو طالبان کا موقف تبدیل بھی ہو سکتا ہے۔

طالبان کی جانب سے کامل حکومت کے ساتھ مذاکرات پر غیر آمادگی ایک سب سے اہم رکاوٹ کے طور پر ابھر کر سامنے آئی ہے۔ طالبان کہتے ہیں کہ حکومت چاہتی ہے، جسے ایسا عین طاقت کے زور پر ختم کیا گی۔ انہیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ داخلی افغان مذاکرات اور جنگ بندی سے شورش کا ذرور متاثر ہو سکتا ہے اور ان کی جگہ الٹیم قسم کا خفاہ رہو سکتی ہے۔

تاہم ممکن ہے کہ طالبان اپنی طاقت کے بھرم کا شکار ہوں۔ ٹرمپ کو ایک طرف رکھیے، امریکی سیکورٹی اسٹبلیشنیس افغانستان میں اپنی دولت قبول نہیں کرے گی۔ امریکی چارحانہ رویہ شاید کابل میں خلیل زاد کی مذاکرات یا لڑائی کے جذباتی بیان تک ہی محدود نہ ہو۔ لظم و ضبط کے ساتھ انخلاء کے لیے اگر کوئی فیض سیدنگ یا اپنا وقار برقرار رکھتے کافی فارمولانہ ہو تو امریکا ہر یہ چارحانہ آپشن کی طرف جا سکتا ہے، جیسے جنگ کی جگہ رہی۔ ایسی جو یہ سائبین ملک و لاڑکے ایک پرانے دی تھی کہ کامل میں حنیف اتر جبیسا کوئی ختن ٹھنڈھ بھجا جائے جو لڑائی چاری ریکے اور طالبان کے خلاف خراسان گروپ میں جنگجو دولت اسلامیہ کے عناصر کی معاونت کرے اور طالبان رہنماؤں پر قاتلانہ جملوں کی ہمہ شروع کرے۔ (یہیں روس اور ایران کے مطابق تو یہ سب کچھ پہلے سے ہی ہو رہا ہے)۔

دوسری جانب، طالبان کو خطے کی مراجحت کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔ حتیٰ کہ طالبان کی جانب سے کامل انتظامیہ سے مذاکرات کے انکار پر ایران ان کی حوصلہ افزائی تو کرتا ہے لیکن ان کے فنر خارجہ نے غیر ملکی میں یا اعلان کیا تھا کہ تہران مسئلہ کیوں اپنے ساتھ کھڑا کر سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ چین ان پتوں کو امریکا اور چین کے درمیان خاؤ سے بھر پور بدلتے ہوئے تعلقات کے تناظر میں کھلے گا۔

طالبان نے اب تک اچھا کھیل کھیلا ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ اس کھیل میں اب تک جو چیز ہے صرف اس کے ساتھ ہی خوش رہیں۔ طالبان کی جنگی فتح کو امریکا اور خطے کی طاقتوں دونوں کی جانب سے مراجحت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

پاکستان کے اسٹرنچ ٹک معاہدہ کے لیے درپا سیاسی عمل ہی بہترین ثابت ہو گا۔ امریکا اور طالبان کے درمیان

افغانستان میں جاری کھیل کا آخری مرحلہ

اپنے اثر و سوخ کو ثابت بھی کیا۔

میرزا کرم

تاہم، ایران کا کاٹا اثر و سوخ مالیہ و قتوں میں کافی حد تک

بڑھا ہے۔ ایران نے بڑی احتیاط کے ساتھ سابق شانی اتحاد کے عناصر کے ساتھ اپنے روایتی روابط کو برقرار رکھتے ہوئے طالبان کے ساتھ تعلقات کو فروغ دیا اور معاونت بھی کی۔ تہران افغانستان سے امریکی انخلاء کو آسان نہیں ہونے دے گا۔ جبکہ روس نے طالبان کے ساتھ تعاون کی راہیں کھولنے اور افغان و اخلي مذاکرات کی ابتدائی کوشش کرتے ہوئے خود کو متأثر ہو سکتا ہے اور ان کی جگہ الٹیم قسم کا خفاہ رہو سکتی ہے۔

تاہم ممکن ہے کہ طالبان اپنی طاقت کے بھرم کا شکار

ہوں۔ ٹرمپ کو ایک طرف رکھیے، امریکی سیکورٹی اسٹبلیشنیس افغانستان میں اپنی دولت قبول نہیں کرے گی۔ امریکی چارحانہ رویہ شاید کابل میں خلیل زاد کی مذاکرات یا لڑائی کے جذباتی بیان تک ہی محدود نہ ہو۔ لظم و ضبط کے ساتھ انخلاء کے لیے اگر کوئی فیض سیدنگ یا اپنا وقار برقرار رکھتے کافی فارمولانہ ہو تو امریکا ہر یہ چارحانہ آپشن کی طرف جا سکتا ہے، جیسے جنگ کی جگہ رہی۔ ایسی جو یہ سائبین ملک و لاڑکے ایک پرانے دی تھی کہ کامل میں حنیف اتر جبیسا کوئی ختن ٹھنڈھ بھجا جائے جو لڑائی چاری ریکے اور طالبان کے خلاف خراسان گروپ میں جنگجو دولت اسلامیہ کے عناصر کی معاونت کرے اور طالبان رہنماؤں پر قاتلانہ جملوں کی ہمہ شروع کرے۔ (یہیں روس اور

ایران کے مطابق تو یہ سب کچھ پہلے سے ہی ہو رہا ہے)۔

دوسری جانب، طالبان کو خطے کی مراجحت کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔ حتیٰ کہ طالبان کی جانب سے کامل انتظامیہ سے

مذاکرات کے انکار کے اگلے مرحلے میں شرکت سے انکار سے ہی لگایا جا سکتا ہے۔ انکار کی وجہ یہ تھی کہ سعودی عرب کا اصرار تھا کہ وہ کامل انتظامیہ سے بات چیت کریں۔ طالبان کی جانب سے افغان و اخلي مذاکرات کی مراجحت سے قطع، جسے سعودیوں نے کنارے سے لگایا ہے، کافی مطمئن نظر آتا ہے۔

چین کے ہاتھ میں اس کھیل کے اہم نہ کھلے گئے ہیں۔ یہ اپنے مالی اور سفارتی اثر و سوخ کے ذریعے خطے کے تمام کھلاڑیوں، پاکستان، ایران، روس اور سلطی ایشیائی ممالک کو اپنے ساتھ کھڑا کر سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ چین ان پتوں کو

امریکا اور چین کے درمیان خاؤ سے بھر پور بدلتے ہوئے تعلقات کے تناظر میں کھلے گا۔

مذاکرات کے اگلے مرحلے میں امریکا تھیوری کے اعتبار سے طالبان کی زیادہ تر شرکت پوری کر سکتا ہے، جن میں انخلاء کا تمام نہیں، طالبان قیدیوں کی رہائی اور طالبان رہنماؤں پر عائد سفری و دیگر پابندیوں کا خاتمه شامل ہیں۔ تاہم ۲۰۱۴ء میں معاملات ہیں جو امریکا اور طالبان کے درمیان جاری اس عمل کو متاثر کر سکتے ہیں۔ پہلا ہے، دونوں فریقین کی جانب سے کسی عمل پر اتفاق کے بعد امریکی انسداد و دشت گردی ہلکا کارروں کی شرکت کو ممکن بنائے گئے۔

یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان سب طاقتوں میں سے پاکستان کا

افغانستان میں کھیل اب آخری مرحلے کی جانب تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ وہاں امریکا کی طویل المدت فوجی ہم کے خاتمے کی توقعات نے چند راہیے مظرا نہیں کو حجم دیا ہے، جو ملکی مستقبل کا تعین کر سکتے ہیں۔

موجودہ سفارت کاری سے یا تو ایک ایسی اعلیٰ کی راہ ہمارا ہو سکتی ہے، جس سے افغانستان اور خطے کے اندر ظاہری

حیثیت میں اس قائم ہو یا پھر بکھر طرف امریکا نئیٹ کے لعلم و ضبط سے عاری انخلاء کی راہ ہے۔ جو افغانستان کی ۲۰۱۴ء

سالہ خانہ جنگی کے باہم کو ایک بار پھر دہرانے کا باعث بن سکتا ہے۔ تاہم دیگر مظرا نہیں کا بھی امکان ہے، کیونکہ کئی قوتیں کھیل کے آخری مرحلے میں کھرا تی ہیں یا پھر اتحاد کرتی ہیں۔

سب سے نمایاں قوت افغان طالبان ہیں، جو اس وقت

ملک کے فیصد حصے پر غالب اور یہ حوصلہ پست افغان

سیکورٹی ہلکاروں پر بھی زبردست دہاؤ کا باعث بنا ہوا ہے۔

خود اعتمادی سے سرشار طالبان نے مشکل میں گھری اشرف غنی

حکومت کے ساتھ ان مذاکرات کرنے سے صاف انکار کر دیا

ہے اور غیر ملکی افواج کے انخلاء کے نام نہیں، طالبان قیدیوں کی رہائی اور طالبان رہنماؤں پر عائد سفر اور دیگر پابندیاں ہٹائے

جانے کے حوالے سے وہ صرف امریکا سے بات چیت کرنا

چاہتے ہیں۔ بلاشبہ، طالبان تو قع کر رہے ہیں کئی نئی اور امریکی

افواج کے انخلاء کے بعد وہ دیگر افغان جماعتوں پر اسی اعلیٰ

آسائی سے چھوپ سکتے گے۔

طالبان کی قوت میں ابھار اور عزم کا تکمیل امریکی صدر و مدد

ٹرمپ کی مایوسی اور بے صبری میں واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ ٹرمپ کے اس بیان نے پہلی چار دنیہ کے نصف (جنی

۱۷ اکتوبر) امریکی فوجی ہلکاروں کا افغانستان سے انخلاء جلد ہی کیا جائے گا۔ اس بیان نے نہ صرف کامل حکومت کو کنارے

سے لگا دیا بلکہ امریکا کے نمائندہ خصوصی زلمی خلیل را دی کی

طالبان کے ساتھ مذاکرات میں گرفت کو بھی ختم کر دیا۔ نیچی،

خطے کی طاقتوں کا کردار اور نمایاں طور پر سچ ہو گیا ہے۔

یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان سب طاقتوں میں سے پاکستان کا

اثر و سوخ سب سے زیادہ ہے، اسلام آباد نے حالیہ بڑی بھی

مذاکرات میں اہم طالبان نمائندگان کی شرکت کو ممکن بنائے

شاہ سلمان کی باادشاہت کے چار سال ...

دورہ بھی شامل تھا تاہم گزشتہ سال انھوں نے کوئی غیر ملکی دورہ نہیں کیا ممکن ہے کہ وادشاہت کے باعث سرکاری دوروں سے ابھانتاب کر رہے ہوں، لیکن یہ طویل تفریجی دوروں سے پرہیز کی وجہ نہیں ہو سکتی۔ شاید وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ملک میں موجود عدم استحکام کی وجہ سے ان کا غیر ملکی دورے کرنا مناسب نہیں ہوگا۔ محمد بن سلمان نے حال ہی میں کاہینہ میں متعدد تبدیلیاں کی ہیں۔ ان میں سب سے اہم تبدیلی پیش گارڈ کے سربراہ کی ہے۔ پیش گارڈ سلطنت کو داخلی خطرات سے بچانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ محمد بن سلمان نے ۳۲ سالہ عبداللہ بن بندر بن عبدالعزیز کو پیش گارڈ کا سربراہ تبدیل کیا ہے۔ وہ اس سے پہلے کہ کے نائب گورنر تھے۔ وزیر دفاع کا قائمہ محمد بن سلمان نے اپنے پاس رکھا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ پیش گارڈ کے سربراہ اور وزیر دفاع دونوں ہی نئے فوجی تحریج رکھتے ہیں اور نہ تن انھوں نے فوجی تربیت حاصل کی ہے۔

محمد بن سلمان کے اہم فیضوں میں یمن کی جگہ بھی شامل ہے۔ اس جگہ نے عرب دنیا کے سب سے غریب شاہ ہتوں میں جائشی کا عمل بیشتر ہی ایک کمزور پہلو رہا ہے۔ لیکن شاہ سلمان کے تخت پر پہنچنے سے نصف صدی پہلے سعودی عرب میں جائشی کا سلسہ بالکل واضح تھا اور وہ یہ کہ انسانی الیہ حتم لے چکا ہے۔ سعودی عرب نے ایران کے جماعت یافتہ حوثی باغیوں کو شکست دینے کے لیے بے تحاشا وسائل صرف کیے ہیں۔

یمن کے شہر عدیدہ میں جگہ بندی کے لیے اقوام متحده نے مصالحانہ کروارا کیا۔ یہ یمن میں جگہ بندی کے لیے کمپیوٹر خوش کوش ہے۔ یمنیں اقوامی برادری کو چاہیے کہ وہ اقوام متحده کے ہاتھ مبینبوط کرتے تاکہ یمن میں قید پولوں کے تادلے کی تگرانی کی جاسکے اور ویراپ جگہ بندی کی راہ ہموار کی جاسکے۔

سعودی عرب کو اپنی میونش میں تنواع لانے، صنعتی ایجاد کرنے اور یمنیں اقوامی برادری میں اپنے تعلقات بڑھانے میں کمی چیلنجوں کا سامنا ہے۔ جمال خاشقجی کے قتل نے صورت حال کو مزید چھپیدہ اور غیر متعینی بنادیا ہے۔ ان چیلنجوں سے بنتے کے لیے ضروری ہے کہ شاہ سلمان یمن کی جگہ سے باہر نکلیں اور ملک میں جاری ریاستی تحریک کریں۔

(ترجمہ: محمد عبد قادری)

"Four years into Salman's reign, Saudi Arabia more unpredictable than ever".

("al-monitor.com". January 16, 2019)

Bruce Riedel

شاہ سلمان بن عبدالعزیز کو سعودی عرب کا تخت سنپالے چار سال ہو چکے ہیں۔ ان چار سالوں میں ملک مکمل طور پر تبدیل ہو چکا ہے۔ ریاست پہلے سے زیادہ غیر مشکم ہو چکی ہے۔ ریاست اقدامات بھی پہلے کی نسبت زیادہ غیر موقع اور جاہراً انهوتے چارے ہیں۔

شاہ سلمان اپنے بھائی اور اس وقت کے باادشاہ عبداللہ کی جانب سے ولی عہد تبدیل کیے جانے سے پہلے ۵۰ سال کے ریاض کے گورنر ہے تھے۔ اسی عرصے میں انھوں نے ایک چھوٹے سے صحرائی قبیلے کے ایک جدید شہر بننے کے عمل کی تگرانی کی۔ اس دوران وہ بہت محتاط طریقے سے وہابی علماء کو بھی ساتھ لے کر چلے۔ وہ شاہی خاندان کے تگرانی کی تھے کیونکہ خاندان کا اکثر افراد اون کی عمل داری کے علاقوں میں ہی رہتے تھے۔

باادشاہتوں میں جائشی کا عمل بیشتر ہی ایک کمزور پہلو رہا ہے۔ لیکن شاہ سلمان کے تخت پر پہنچنے سے نصف صدی پہلے سعودی عرب میں جائشی کا سلسہ بالکل واضح تھا اور وہ یہ کہ شاہ سلمان جائشی کا سلسہ ایک سے زائد مرتبہ تبدیل کر چکے ہیں۔ انھوں نے اپنے بیٹے کو ولی عہد تبدیل کرنے کے لیے دو ولی عہدوں کو عہدے سے معزول کیا۔ سابق ولی عہد شہزادہ محمد بن نائف کو ان کے خاندان سے الگ کر کے نظر بند کر دیا گیا ہے۔ ظاہری طور پر وہ شاہی خاندان کی وفاداری حاصل کرنے میں محمد بن سلمان کے حرف تھے۔

محمد بن نائف کے ساتھ ہونے والا سلوک موجودہ باادشاہ اور ولی عہد کے جابرانہ دور کی عکاسی ہے۔ گزشتہ چار سال میں سعودی عرب ایک تخت اور بے حرم آمریت کی ٹھیک اختیار کر گیا ہے۔ حقوق نوآں کے کارکنوں کو ریاستی ظلم و جبر کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ۲۰۱۷ء میں شاہی خاندان کے افراد سمیت بیکاروں کا وباری افراد کو حرast میں لے کر ان کے اٹاٹوں کو تھیا لیا گیا۔ ان میں کمی افراد اتنا حال زیر حرast ہیں۔ اس کے علاوہ جمال خاشقجی کے قتل میں بھی ولی عہد کا نام لیا جاتا رہا ہے۔

شاہ سلمان نے اپنی باادشاہت کے اندھائی یمنی سالوں میں کمی غیر ملکی دورے کیے۔ ان دوروں میں مرکش کا تفریجی

مذاکرات میں مذکورہ دونوں مسائل کے سفارتی حل کا لئے کیلیا اسلام آباد کمپریویشن میں ہے۔

ایک یمنی اقوامی اندوارہ شست گردی فورس اقوام متحده یا تنظیم تعاون اسلامی (اوائی سی) کے ذریعے بھائی جا سکتی ہے۔

کاہل میں عبوری یا غیر جانبدار حکومت کے قیام، انتظامات کو اتوامیں ڈالنے اور اس کے ساتھ ایک مقررہ وقت کے لیے جگہ بندی سے طاقت کی تقسیم کے فارمولے پر افغان و اعلیٰ مذاکرات اور اس کے ساتھ اس تھا افغانستان سے امریکا اور نیو انواع کے نظم و مبینہ کے ساتھ انخلا کا موقع فراہم ہو سکتا ہے۔ افغان پارٹیوں کو حل قول ہو، اس کے لیے ان کے ساتھ امریکا، یورپ، چین اور گلف کو آپریشن کوسل (جی سی سی) کی جانب سے مستقبل میں مالی معاوضت کے معدود سیست ایکیں مناسب مراعات کی پیش کش بھی کی جاسکتی ہے۔

پاکستان کو چین کے ساتھ اپنے مربوط اور خلیطے کے دیگر کھلاڑیوں کے مفاہمات میں بہتر سفارتی کروارکوڈ اتنی مفاہمات کے لیے بھی استعمال کرنا ہو گا، مثلاً پاکستان اور امریکا کے درمیان تعلقات کو ناتھی سٹھ پر لانا، افغانستان کی زمین سے ہونے والی بلوچستان لبریشن آرمی اور تحریک طالبان پاکستان کی دہشت گردی کا ناتھم، افغان مہاجرین کی واپسی اور سی ایک کا پھیلاوا اور اس پر بالتعلیل عمل، امریکا کی جانب سے اعتراض کا ناتھم اور اس منصوبے میں جی سی سی کی شرکت داری۔

(ضمون اکار اقوام متحده میں پاکستان کے ساتھ غیرہیں)۔
(بکالہ: "ڈان نیوز" کراچی - ۲۰۱۹ جووری)

بقیہ: اکیسویں صدی اور یمنی اولجی کا چیلنج
اسلام یا کوئی بھی نیا عقیدہ یا نظریہ ۲۰۵۰ کی نئی دنیا نیکیل دینا چاہے گا تو اس کے لیے نہ صرف یہ ضروری ہو گا کہ مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence)، بگ ڈٹا لیکٹور ٹھم، اور بائیو انجینئرنگ کی سمجھ بوجھ حاصل کرے بلکہ انہیں ایک بامعنی بیلیے میں ڈھال بھی سکے۔

دریش میکنا لوجیکل چیلنج کی نوعیت سمجھنے کے لیے، شاید بہترین آغاز روزگار کی منڈی ہو گی۔ کیونکہ میکنا لوجیکل انقلاب شاید اریزوں انسانوں کو بے روزگار کر دے گا اور ایک بہت بڑا بے کار طبقہ وجود میں لے آئے گا۔ جو بہت بڑے سیاسی اور معاشرتی سماجی بجران کا سبب ہو گا، جس سے بنتے کے لیے اس وقت کوئی نظریہ تیار نہیں۔ اس وقت میکنا لوجی اور نظریہ کی یہ بات عجیب اور موجودہ حالات کے سیاق و سہاق سے باہر محسوس ہو، مگر درحقیقت اس وقت دریش خدشہ مکالمہ پیروزگاری کا ہے، جس سے کمی کو بھی ایکی حاصل نہ ہو گا۔
(کتاب: "اکیسویں صدی کے کیس میں" ترجمہ تلحیث: ناصر فاروق)

ایشیا کے مستقبل میں روس کا نیا کردار

F. William Engdahl

پالیسی اپنائی تھی۔ اب ان پالیسیوں پر نظر ثانی کی جاری ہے۔ ایسے میں روس کے لیے بالکل فطری تھا کہ سیاسی، معاشی اور عسکری معاملات میں خلے (پوشیا) کی سب سے بڑی قوت یعنی چین کی طرف دیکھتا اور اس نے ایسا ہی کیا۔

یہ بات کمی جاسکتی ہے کہ روی قیادت بیشتر معاملات میں چین پر بہت زیادہ انحصار کر رہی ہے، جس کے نتیجے میں ایسا وقت بھی آستا ہے کہ چین کے بغیر دھنگ سے جیسا اس کے لیے ممکن نہ رہے۔ چند ایک شجوں میں دونوں ممالک نے ساتھ چلنے کی اچھی خاصی گنجائش پیدا کی ہے۔ یہ بات محسوس کی جاسکتی ہے کہ روس اپنے لیے جگہ بنانا چاہتا ہے مگر ساتھ ہی ساتھ وہ اس بات کا خیال بھی رکھ رہا ہے کہ چین کے مقابلے میں اس کی وہی دیشیت نہ رہ جائے، جو پڑھ دوسروں کے دوران امریکا کے مقابلے میں بر طابی کی رہی ہے!

نومبر میں پاپاؤ نوگنی میں APEC کے رکن ممالک کا اجلاس ہوا، جس میں شرکت کے لیے روسی کے صدر ولادیمیر پیٹون نے وزیر اعظم میدویوف کو بھیجا۔ اس اجلاس میں چین کے صدر شیخ جن پنگ نے امریکا کے نائب صدر بیٹس سے ملاقات کی۔ خود پیٹون نے سکاپور میں آسیان کے سربراہ اجلاس میں شرکت کرنا ضروری سمجھا۔

جنوب مشرقی ایشیائی ممالک کی تنظیم آسیان کے ارکان میں ویتنام، ملائیشیا، برمناٹی، لاوس، فلپائن، کمبوڈیا، انڈونیشیا، سنگاپور، تھائی لینڈ اور یمنانمار (برما) شامل ہیں۔ اس اجلاس میں اس نتائج پر بحث ہوئی کہ روس کی سرپرستی میں قائم یورپیشن اکنامک یونین (ای اے ای یو) اور آسیان کے درمیان تجارت اور سرمایہ کاری کو زیادہ سے زیادہ کس طور فروغ دیا جائے۔ شنگھائی تعاون تنظیم کی طرز پر یورپیشیائی ممالک کی عظیم تر شراکت داری قائم کرنے کے نتائج پر بھی غور کیا گیا تاکہ خلے میں ترقی کا عمل ہیز کیا جاسکے۔

روس کی بھی اعتبار سے اتنا ضبط تو نہیں ہوتا چین ہے، مگر پھر بھی جغرافیائی موقعوں کی بنیاد پر وہ ایشیا اور پورپ کے درمیان وسیع تر رابطے کا کردار ادا کرنے کے ساتھ ساتھ خلے کے ممالک کو عظیم تر اقتصادی لڑی میں پروٹے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔ جن علاقوں میں چین کے حوالے سے تاریخی اعتبار سے تحفظات پائے جاتے ہیں، ان میں روس کا کردار اہم ثابت ہو سکتا ہے۔ نفعی میں دیکھیے تو اندازہ ہو گا کہ روس وسیع تر جغرافیائی ترقیت ہونے کی بنیاد پر کتنے ممالک سے ہو گا ہوا ہے۔ غیر معمولی تزویری ایتی ایمیت کی بنیاد پر روس کی

کے بعد سے اب تک بہت کچھ تبدیل ہو چکا ہے۔ ملائیشیا اور پاکستان اور اس سے آگے افریقا تک چین کے متعدد منصوبے زیر تکمیل ہیں۔ بہت سے منصوبے مکمل بھی ہو چکے ہیں۔ اس حوالے سے شکایات کا بازار بھی گرم ہے۔ چین کے حوالے سے ایک بڑی شکایت یہ ہے کہ یہ کسی بھی منصوبے میں شرکت وار مالک کے مفادات کا زیادہ خیال نہیں رکھتا، جس کے نتیجے میں شکاوے بڑھتے ہو رہے ہیں، تحفظات کا گراف بلند ہو رہا ہے۔ چین نے پورے خلے کو اقتصادی طور پر ایک لڑی میں پروٹے کا جو پروگرام شروع کیا ہے وہ ابتداء میں غیر معمولی حد تک نہیں تھا۔ اب چین میں متعدد تھنک ٹینک اگر کر سامنے آئے ہیں، جو حکومت کو مختلف حوالوں سے مشورہ دے رہے ہیں۔ یہ تھنک ٹینک ایک ایسے ماحول کو لقینی بنانے کے لیے کام کر رہے ہیں۔ جس میں چین کے لیے مختلف کم سے کم ہوں اور شرکت وار کو زیادہ خوش رکھنے کی راہ نکالی جاسکے۔

دنیا بھر میں اس تحقیقت کو تسلیم کرنے میں عارم ہوں گے کہ چین کی جاری ہی کہ چین نے جو منصوبہ شروع کیا ہے، وہ دنیا کو قرضوں میں لپیٹ رہنے کے مائل سے دور کرنے کی چند بڑی اور ثابت کو شوشوں میں سے ایک ہے۔ امریکا اور پورپ نے مل کر میں الاقوامی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) کو فروغ دیا۔ امید کی جانی چاہیے کہ چین اگر کوئی عالمی مالیاتی ادارہ قائم کرنے کی تحریک چلاتا ہے تو وہ ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گا جو آئی ایم ایف کرتا رہا ہے۔ آئی ایم ایف نے پہمانہ ممالک کو قرضوں کے جاں میں پھسرا کھا ہے۔ روس نے حال ہی میں شمال مشرقی ایشیا کی ریاستوں کو تنظیم ASEAN کے پلیٹ فارم سے پچھ کرنے کی تحریک دی ہے۔

امریکا کے سابق نائب صدر جو بائیڈن کی ایام پر امریکا کے خفیہ ادارے سی آئی اے نے یوکرین کے حوالے سے جو پکھ کیا، وہ امریکا اور پورپ کے حوالے سے روس کی سوچ میں تبدیلی کا باعث ہے۔ امریکا کے سابق صدر براک اوباما نے یوکرین کے ایشو پر پورپی یونین سے کہا کہ روس پر پابندیاں عائد کرے۔ یہ عمل روس کو مختلف حوالوں سے تحفظات کا شکار کرنے کا باعث بنا لیا ہے میں لازم تھا کہ روس اسے اپنے آپنے کے لیے کسی اور طرف دیکھنا شروع کرتا۔ روس نے بہت سے معاملات میں مغرب کی طرف دیکھتے رہنے کی

(چین کی تیز رفتار ترقی نے دنیا بھر میں کلبلی چاہی ہے۔ امریکا اور پورپ کے ساتھ ساتھ روس اور دیگر علاقائی ممالک کے لیے بھی پریشانی کا سامان ہوا ہے۔ چین کی ترقی کا گراف بلند ہوتا ہوا دیکھ کر روس کو بھی کچھ کرنے کا خیال آیا ہے اور اس نے اس حوالے سے بہت کچھ کرنے کی خانی ہے۔ روس پر پاور بھی رہا ہے اور ایک بار پھر اس حیثیت کا حامل ہونے کا خواہیں مند بھی ہے۔ سرہ جنگ کے خاتمے کے بعد سے روس کو ابھر نے کوئی ایسا موقع نہیں ملا جس سے غیر معمولی حد تک مستفید ہوا جا سکتا۔ تحقیقت یہ ہے کہ روی قیادت علاقائی اور عالمی سطح پر اپنے لیے بلند تر کردار کی علاش میں رہی ہے اور اسی لگاتا ہے کہ وہ اس حوالے سے کسی حد تک مطمئن ہے۔ چین نے بیک، روڈ ٹرنکیو (یا آرائی) کے حوالے سے جو کچھ کیا ہے وہ امریکا اور پورپ کے لیے تو پریشانی کا باعث ثابت ہوا ہے مگر روس نے اپنے آپ کو بہتر پوزیشن میں پایا ہے۔ ایسا ہمیں ہوتا ہے کہ اب روی قیادت نے سوچ لیا ہے کہ چین کے ساتھ ساتھ خلے میں ترقی کے کچھ کو دلکھانا ہے۔)

چین نے نئی اقتصادی شاہراہ ریشم کے خواب کو بھی آرائی کے روپ میں شرمندہ تعمیر کرنے کی خانی ہے۔ ایسے میں روس بھلائیوں پکھنہ سوچے؟ وہ بھی اپنے لیے کوئی بیاعلاقائی اور عالمی کردار چاہتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ وہ چین کے ساتھ مل کر کچھ کرنے کے موڑ میں ہے۔ مشرقی ایشیا اور پوریشیا کی ترقی اور سلامتی کے حوالے سے کوئی نیا اور بھتی کردار ادا کرنا روس کے لیے ناگزیر سا ہو گیا ہے۔ روی قیادت نے چینی قیادت کو متعدد مواقع پر یا اعلانیہ وغیر اعلانیہ پیغام دیا ہے کہ پورے خلے کو ایک لڑی میں پروٹے کے پوگرام کے حوالے سے اسے چھوڑی بہت اصلاحات کرنا پڑیں گی تاکہ روس جیسے بڑے ملک کو بھی اچھی طرح کھپلایا جاسکے۔ چین کے لیے بھی لازم سا ہو گیا ہے کہ منصوبے ہر اعتبار سے جامع ہوں یعنی ان میں کوئی ایسا ٹھم نہ ہو کہ خلے کی کسی طاقت کو زیادہ بُرالگے یا محسوس ہو کہ اس کے لیے پہنچے کے موقع پیدا نہیں ہو پا رہے۔ چین نے امریکی ترقی سے بھی خاموشی کے ساتھ مستقید ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔

چین کے صدر شیخ جن پنگ نے ۲۰۱۳ء میں قازقستان میں چین کے عظیم الشان منصوبے بی آرائی کا اعلان کیا تھا، جس

ہوئی طاقتوں کے درمیان بیل کا کروار عمدگی سے ادا کر سکتا ہے۔ بھارت نے بھی روس سے تعلقات بہتر بنانے پر خاص توجہ دی ہے۔ سر جنگ کے دور میں بھارت کا جھکاؤ سوویت یونین کی طرف رہا۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس نے امریکا اور یورپ سے بھی خوب فونڈ بُورے۔ سر جنگ کے خاتمے اور سوویت یونین کی تحلیل کے بعد بھارتی قیادت نے روس کو زیادہ اہمیت نہیں دی۔ اب محسوں کیا جا رہا ہے کہ روس پر توجہ دی جانی چاہیے کیونکہ وہ اپنے مسائل کو بہت حد تک حل کر چکا ہے اور سچ تر عالمی و عالی کروادا کرنے کی پوزیشن میں آپکا ہے۔ دونوں ممالک نے سولینین یونکیٹریکنا لو جی، ہیزائل میکنا لو جی اور چند دوسرے اہم شعبوں میں اہم معاہدے کیے ہیں۔ روس، جوسوبلینین یونکیٹری ایکٹر بانے والا سب سے بڑا ملک ہے، بھارت میں یونکیٹری فول اسپلیر تارکرے گا۔ روس نے بھارت کو چار کراویک کاں کے فریکیش فراہم کرنے کا معاملہ کیا ہے، جس میں ۲۰۱۹ء فریکیش ڈھائی ارب ڈالر کی لگتے سے بھارت میں تیار کیے جائیں گے۔

ایک سال کے دروان روسی صدر پیوٹن اور بھارتی وزیرِ اعظم نیز ہندووی کی پانچ بار ملاقات ہوئی ہے۔ دونوں رہنماءں بات کے لیے بھی تیار ہیں کہ سر جنگ تعلقات کو ۱۹۵۱ء کے عشرے کی سطح تک لے جائیں گے۔ روس کا بھارت کی طرف متوجہ ہونا بہت اہم ہے کیونکہ چار پانچ سال کے دروان دونوں ممالک کے تعلقات قابلِ رشک نہیں رہے اور اس دروان امریکا نے بھارت کو اپنے دارہ اڑ میں رکھنے کی بھروسہ کو کوشش کی ہے۔

روس نے چند ماہ کے دروان جیلیں سے بہت کر بھی بہت کچھ کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ جاپان، جنوبی کوریا، ویتنام اور بھارت کی طرف متوجہ ہوا ہے، جس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ روسی قیادت کو اپنی بڑھتی ہوئی قوت کا احساس ہے اور وہ چاہتی ہے کہ اس قوت کو محمدگی سے بروئے کار بھی لایا جائے۔ روسی صدر پیوٹن نے ایک سال قبل جس عظیم یورپیشن اکنامک پائزٹریپ کا اعلان کیا تھا۔ اب وہ اس حوالے سے غیر معمولی سنجیدہ اور متحرک دھائی دے رہے ہیں۔ پیوٹن نے از جی سپر رنگ قائم کرنے کی بات بھی کی تھی، جو روسی، جیلیں، جاپان اور جنوبی کوریا کو جوڑے گا۔ جاپان کے جریزے ہو کائیں اور روس کے جزیرے جملیں کو ریل اور روڈ انک کے ذریعے جوڑنے کی کوشش بھی کی جا رہی ہے۔ اگر ایسا ہو گیا تو پورے خطے میں تجارت اور توانائی کے حوالے سے انتساب برپا ہو جائے گا۔ (ترجمہ: محمد احمد خان) "Russia Is key to Asia's future development". ("globalresearch.ca". November 28, 2018)

اوا کر سکتا ہے۔ اس معاہدے سے فریقین کے لیے کم و بیش ۳۴۰۰ مارب ڈالر کی جو ڈی پی والی مارکیٹ کل رہی ہے۔ اور دو طرف تجارت ۴۰۰۰ ملک دو طرف تجارت ۱۰۰۰ مارب ڈالر جبکہ ۲۰۳۰ ملک ۳۰ مارب ڈالر تک پہنچ سکتی ہے۔

روسی صدر پیوٹن نے سونگا پور میں میاکینیا کے صدر مجاہیر محمد، انڈونیشیا کے صدر وودو، جاپان کے وزیرِ اعظم آبے، جنوبی کوریا کے صدر رُو جائے ان اور جیلیں اور تھائی لینڈ کے وزراءِ اعظم سے بھی ملاقات کی۔ روسی صدر نے جاپانی وزیرِ اعظم آبے سے کری جزاڑ کے حوالے سے بات کی جبکہ جنوبی کوریا کے صدر رُو جائے ان سے انہوں نے شانی کوریا کے معاملے پر بات کی۔ جاپان کے وزیرِ اعظم آبے نے ۱۹۸۵ء سے چل آرہے تازہ کوثرت کرنے سے متعلق وسیع تر مذاکرات پر آمادگی ظاہر کی۔ چند ماہ قبل جاپان اور روس نے ایک سمندری راہداری اور رائنس سائبریں ریلوے لائس کے ذریعے جاپانی مصنوعات کو روسی تک پہنچانے کی مشق بھی کی تھی۔ سر کاری اراضی ہو اصلاحات، بنیادی ڈھانچے اور سیاحت کے نائب وزیر تھی، ہیر و مستوفو کا کہنا ہے کہ روس کی ۲۷۵ میل کی ریلوے لائس میں دو طرف تجارت کو غیر معمولی حد تک فروغ دینے کی سکت موجود ہے۔ اس دونوں ممالک کے درمیان تجارت سمندر کے راستے ہو رہی ہے یا پھر فضاء کے راستے۔ جاپانی مصنوعات کو بحر ہند کی صرفت روسی تک پہنچنے میں کم و بیش ۲۲ دن لگتے ہیں۔ فضائی راستے سے تجارت بہت مہنگی پڑتی ہے۔ نی راہداری کھلنے سے شپنگ کا وقت بھی کچھ گھنے گا اور لگات میں بھی ۲۰۱۹ء فیصد تک کی واقع ہوگی۔

۲۰۱۹ء میں روس اور جاپان نے سرکاری سرپرستی میں بنیادی ڈھانچے کو فروغ دینے کے لیے مشترک ریاستی قائم کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ اگر مری جزاڑ کی ملکیت کا مسئلہ حل ہو گیا تو ایک تین تیزی سے پران چڑھے گا اور دونوں ممالک نے بھی اس کا معاملہ کیا۔ اس معاہدے کے بعد سے دونوں ممالک کے تجارت کا جم ۳۰ مارب ڈالر تک پہنچ چکا ہے۔ اور اس میں مزید فروغ کا امکان موجود ہے۔

یورپیشن اکنامک یونین کے ارکان اور ویتنام کے درمیان تجارت بڑھتی جا رہی ہے۔ چیل، کھاد، فولاد اور ریشی ویتنام کی کلیدی درآمدات ہیں۔ برآمدات میں فون کے پر زے، الکٹریٹ ایکٹ آلات، کمپیوٹر اپل اور سافت ویز نیلیاں ہیں۔ اب جبکہ روسی، یورپیشن اکنامک یونین اور آسیان کے درمیان تجارتی معاملہ ہو گیا ہے، ویتنام غیر معمولی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ وہ آسیان کے دیگر ممالک کے لیے روس اور یورپیشن اکنامک یونین کی مصنوعات کی فراہمی میں اہم کروار

مالک سے وسیع البنا دشراکت واری قائم کر کے سیاسی اور ماحشی ہی نہیں، عسکری امور سے بھی اپنی بات منوں کے ساتھ ساتھ کئی ممالک کی وقعت میں اضافہ کر سکتا ہے۔ سنگاپور سربراہ اجلاس میں مفاہمت کی ایک یادداشت پر بھی دستخط کیے گئے، جس کی روز سے تجارت اور سرمایہ کاری کو تیزی سے فروغ دیا جائے گا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آسیان نے پہلی بار روس سے اپنے تعلق "اسٹریٹریپ" تواریخ میں مفاہمت کی جس یادداشت پر دستخط کیے گئے ہیں، اس کے تحت روس اس خطے میں تجارت اور سرمایہ کاری کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینے کے لیے مختلف شعبوں پر خاص توجہ دے گا۔ کشمپویٹی کے معاملات کو فنی ٹھیک دی جائے گی۔ روس آئی تی اور چند دیگر شعبوں میں وسیع تر تعاون کا خواہاں ہے۔ ساتھ ہی ساتھ روسی قیادت اس خطے میں امارت سیز قائم کرنے کے وسیع تر مضمونے کا بھی حصہ بنے گی۔ روسی صدر نے آسیان کے رکن ممالک کے سربراہان کو ڈالتی طور پر ۲۰۱۹ء میں بینٹ پیٹریز برگ اکنامک فورم اور ولادیا یو اسٹوک ایسٹریٹن اکنامک فورم میں شرکت کی دعوت دی۔

روس کے زیر سلیما کام کرنے والی یورپیشن اکنامک یونین اور آسیان کے درمیان ۲۰۱۷ء کے بعد سے تجارت میں کم و بیش ۲۰ فیصد اضافہ ہوا ہے، جس کے نتیجے میں تجارت کا جم ۳۰ مارب ڈالر تک پہنچا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس خطے میں تجارت کی سکت ہے تجارتی جم اس کا معمولی سا حصہ ہے۔

آسیان کے ارکان میں ویتنام سے روس کے تعلقات بہت ایجاد ہیں، دونوں میں گاڑھی چھن رہی ہے۔ سر جنگ کے دور میں روس نے سمندر میں چیل کی تلاش کے حوالے سے ویتنام کی خاصی مدد کی تھی۔ دونوں ممالک نے ۲۰۱۵ء میں آزاد تجارت کا معاملہ کیا۔ اس معاہدے کے بعد سے دونوں ممالک کے تجارت کا جم ۳۰ مارب ڈالر تک پہنچ چکا ہے۔ اور اس میں مزید فروغ کا امکان موجود ہے۔

یورپیشن اکنامک یونین کے ارکان اور ویتنام کے درمیان تجارت بڑھتی جا رہی ہے۔ چیل، کھاد، فولاد اور ریشی ویتنام کی کلیدی درآمدات ہیں۔ برآمدات میں فون کے پر زے، الکٹریٹ ایکٹ آلات، کمپیوٹر اپل اور سافت ویز نیلیاں ہیں۔ اب جبکہ روسی، یورپیشن اکنامک یونین اور آسیان کے درمیان تجارتی معاملہ ہو گیا ہے، ویتنام غیر معمولی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ وہ آسیان کے دیگر ممالک کے لیے روس اور یورپیشن اکنامک یونین کی مصنوعات کی فراہمی میں اہم کروار

بریگزٹ، برطانوی عوام اور پورپی یونین، کس کو لکھا خسارہ؟

آصف شاہر

پورپی یونین مختلف دھڑے کو خوش رکھنے کے لیے وزیر اعظم تحریا مے نے بریگزٹ ڈیل پر مذاکرات میں سخت موافق اپنایا۔ تحریا مے نے فیصلہ کیا کہ ان کا ملک پورپی یونین کی مشترکہ مارکیٹ، کشمپرپی یونین، پورپی عدالت کے دائرہ اختیار سے علیحدہ ہو جائے گا۔ تحریا مے نے فیصلہ کیا کہ برطانیہ پورپی دنیا کے ساتھ الگ تجارتی معاملہ کرے گا اور پورپی شہر یونین کی مدد و تقداد کو ہی ملک میں کام کی اجازت دے گا۔ اس سب کے باوجود ہر ممکن طریقے سے پورپی یونین کے ساتھ روابط کو بھی مجبوب رکھے گا۔

تحریا مے نے ان فیصلوں میں پارلیمان کو اعتماد میں نہیں لیا اور قبل از وقت اختیارات کا اعلان کر دیا۔ تحریا مے کو امید تھی کہ وہ اس قدر بڑی اکثریت حاصل کر لیں گی کہ بلاشرکت غیرے فیصلے کر پائیں گی۔ مگر جون ۲۰۱۶ء کے اختیارات میں تحریا مے کی امید یہ پورپی نہ موسکن اور وہ پہلے سے حاصل اکثریت بھی کھو چکیں۔ اقیمت حکومت کی سربراہ بننے کے بعد تحریا مے نے برطانوی عوام کو بریگزٹ ڈیل پر زیادہ پچھنہ تھا اور کئی یونین کے مذاکرات کے بعد ایسی ڈیل پارلیمان میں پیش کی جس سے بریگزٹ کے حامی اور مختلف دونوں دھڑوں میں اپنے دشمن بیدار کر لیے۔

بریگزٹ ڈیل پر صرف ایک فریق خوش ہے اور وہ ہے برلن۔ پورپی یونین کے خارجی بارڈ پر طویل قطاووں سے پچھے کے لیے تحریا مے اور برلن کے درمیان یہ طے پایا کہ بریگزٹ کے عبوری عرصے کے دوران اگر برلن اور لندن کے درمیان آزاد تجارتی معاملہ نہیں ہو پاتا تو ۲۰۲۰ء تک شاملی آئرلینڈ پورپی یونین کی کشمپرپی یونین اور مشترکہ مارکیٹ کا حصہ رہے گا۔ بریگزٹ کے حامی اس شق کو ملک کی مستقل تقسیم کے طور پر دیکھتے ہیں۔

وزیر اعظم تحریا مے اپنی بریگزٹ ڈیل سے پچھے ہنچ کے تیار نہیں، اگرچہ انہوں نے جزو انتلاف کو بات چیت کی دعوت بھی دی ہے۔ تحریا مے کا خیال ہے کہ بریگزٹ کی تاریخ زدیک آتے ہی ان کی ڈیل کے خلافین بغیر ڈیل

علیحدگی کے خوف سے ان کی حمایت پر محروم ہو جائیں گے۔ انہیں تک ووزیر اعظم تحریا مے کے پاس اس مشکل سے نکلنے کا کوئی حل نظر نہیں آتا۔ اعتماد کا ووٹ چینی کے بعد تحریا مے کا رویدہوارہ خفت ہو گیا ہے۔ بلاہر ایسا لگتا ہے کہ برطانیہ پارلیمان

کسی بھی سمجھوتے پر پہنچنے کی صلاحیت سے محروم ہو گی ہے۔ سافت بریگزٹ کے حامی یہ تجویز پیش کر رہے ہیں کہ ملک پورپی کشمپرپی یونین کا حصہ رہے اور شاملی آئرلینڈ پر

تصور واضح نہیں کروہ کون ہیں؟ کہاں ہیں؟ اور کیا ہیں؟

ٹوپی رائٹ کے مطابق برطانویت انگلینڈ، اسکات لینڈ،

ولیز اور شاملی آئرلینڈ کے عوام کو جوڑنے کے لیے تخلیق کیا گیا۔ میسون صدی میں جنگ، سلطنت اور بادشاہی نے برطانویت کو قائم رکھنے کے لیے تاریخی اور علماتی گوند کا کردار ادا کیا۔ جوئی ان عظیم کامیابوں کی یاد وضنڈی پڑی اور بادشاہت بھی بھر جان میں آئی تو یہ گوند کمرور پڑی۔ اس کے نتیجے معاہدے یونین کو چھوڑنے کا ڈرست انہی میں اسی صدی میں داخل ہوا۔

وہ وقت تھا جب نہ صرف برطانیہ کی معیشت پورپی یونین کے دیگر ملکوں کی نسبت بہتر تھی بلکہ یہ وزگاری کی شرح بھی کم تھی، لیکن ہر یہ طلب کی خواہ نے جنم لیا اور برطانوی عوام نے ملاز میں غیر ملکیوں کو ملنے اور معاشری مشکلات کے ڈر سے الگ ہونے کا فصل کر لیا۔ لیکن اس فیصلے کے بعد لینے کے نکلے۔ اگرچہ لندن کے معاشری مرکز میں کاروبار دوبارہ سے دینے پڑنے کا خوف بڑھ گیا ہے اور اگر بغیر سمجھوتے پورپی یونین سے نکلے تو برطانوی عوام کے خواب اور امیدیں انہیں مایوس اور انہیں سیروں میں دھکیل سکتی ہیں۔

آخر قوم پرستی ہے اب سماجی ماہرین برطانویت کا نام دے رہے ہیں اچاک کیسے اب ابھری؟ اس کا جواب تارکین وطن کی لہر ہے۔ برطانوی عوام نے تارکین وطن کی آمد کے ساتھ اپنی قوم کی پیش اور ثناہت کو بدلتا دیکھا۔ اس پر ان کا رعیل معاشری متارجع کی پرواکیے بغیر بریگزٹ کی صورت میں نکلا۔ تارکین وطن کی لہر پر رعیل کی ایک وجہ معاشری برلن تھا۔

برطانوی عوام نے مشرقی یورپ سے بڑی تعداد میں تارکین وطن کی آمد کو ایک نظرے کے طور پر لیا۔ اگرچہ برطانیہ کی معیشت نے تارکین وطن کو جذب کرنے کی بہترین صلاحیت رکھتی تھی لیکن عوام نے معاشری برلن کے دوران جو بھگتا یہ فیصلہ کرتے وقت صرف اسے ہی وہن میں رکھا۔

برطانوی عوام نے جو نتیجہ اخذ کیا وہ اندازے کی بہت بڑی غلطی تھی۔ برطانوی عوام میں قوم پرستی کے اس راجحان سے ۲ سال پہلے ۲۰۰۲ء میں لیبر پارٹی کے سابق رکن پارلیمنٹ ٹوپی رائٹ نے دی ایڈنڈ آف برلن (The End of Britain) کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا۔ اس مضمون میں ٹوپی رائٹ نے اپنے ملک کے مردوخاتیں میں شناخت کے برلن کی بر وقت نشاندہی کی اور لکھا کہ برطانوی عوام میں یہ

ناروے کی طرح سنگل مارکیٹ کا حصہ رہنا چاہتا ہے تب بھی مسئلہ نہیں، لیکن اب بریگزٹ پر بحث کر کے تو انہیں شائع نہ کی جائیں بلکہ مستقل پر دھیان دیا جائے نوڈل کی صورت میں بھی یورپی یونین کو بڑے خسارے کا خدشہ نہیں۔ بڑی کاروباری کمپنیاں نوڈل کی صورت میں تبدیل منصوبے تکمیل دے پچھی ہیں۔

صدر ڈرمپ کا یورپی یونین اور نیٹو کے بارے میں روایہ بھی یورپی ملکوں میں تشویش کا باعث ہے اور ایک خیال یہ پایا جاتا ہے کہ امریکا برطانیہ کے ذریعے یورپی یونین کو بلیک میل کرتا ہے۔ برطانیہ کی عیحدگی کی صورت میں یونین اس بلیک سینگ سے بھی نجات پا لے گی۔

یورپی یونین میں برطانیہ سے نجات کی سوچ رکھنے والے بھی بریگزٹ کے حامیوں سے زیادہ مختلف نہیں۔ یورپی یونین پر برطانیہ کی عیحدگی کے ثابت اور مخفی دونوں طرح کے معماشی اڑات ضرور پڑیں گے۔ یورپی کمیشن کے اپنے اعداد و شمار اور دیگر تجویزی کارروں کے مطابق ۲۰۱۹ء میں برطانیہ کی عیحدگی کے بعد یورپی بلاک کی برآمدات اور شرح نمو بڑھے گی لیکن یہ وزگاری اور غربت میں بھی اضافے کی پہنچ گئی ہے۔

برطانیہ جنمی کے بعد یورپی بلاک کی دوسری بڑی معیشت ہے۔ برطانیہ کی عیحدگی سے یورپی یونین کی جی ڈی پی پر بھی اثر پڑے گا جبکہ برطانیہ کی عیحدگی سے یورپی یونین کی آبادی ۳۰ فیصد کم ہو جائے گی۔ ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ برطانیہ کی عیحدگی سے یورپی بلاک کی جی ڈی پی امریکا سے نیچے آجائے گی، کیونکہ اس وقت ۲۸ رکنی یورپی بلاک کی جی ڈی پی امریکا سے صرف ایک فیصد زیادہ ہے۔

۲۰۰۰ء سے پہلے برطانیہ یورپی یونین کا معماشی انجمن تھا لیکن اب ایسا نہیں۔ بچھلے ۲ سال سے باقی یورپی یونین ملکوں کی معیشت برطانیہ کی نسبت زیادہ تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ یورپی کمیشن کو امید ہے کہ ترقی کی یہ شرح اس سال اور آئندہ برس بھی جاری رہے گی۔ یورپی یونین کے باقی ۷۲ ملکوں کی بیداواری صلاحیت بھی برطانیہ سے زیادہ ہے۔ اس سال برطانیہ کی مصنوعات اور سرویز کی برآمدات ۳۰ را عشاریہ ایک فیصد رہنے کی توقع ہے جبکہ یورپی یونین کی شرح ۲۰۱۹ء اعشاریہ ۵ فیصد ہونے کی پہنچ گئی ہے۔ برطانیہ میں صارفین اپنی آمدن کا زیادہ حصہ گھر یا ضروریات پر خرچ کرتے ہیں جبکہ یورپی یونین کے باقی ملکوں میں بچتوں کی شرح بلند ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۵

ہیں لیکن کورنین ان کے خلاف ایک کے بعد ایک تحریک لانے کے موڑ میں ہیں، جب تک کھریاۓ حکومت کا خاتمه نہیں ہو جاتا۔ اسی لیے کورنین حکومت کے ساتھ بات چیت سے مسلسل انکار کر رہے ہیں۔ کورنین اپنی جماعت میں موجود دوسرے ریفرنڈم کے حامیوں کی رائے پر بھی کافی نہیں دھر رہے اور وہ حکومت گرا کر ہر صورت خود آگے آنا چاہتے ہیں۔ دوسرے ریفرنڈم بھی سیاسی قیادت کے لیے تباہی کا راستہ ہے۔ پیراستہ مزید تقسیم اور فرقوں کا باعث بن سکتا ہے۔

اس تقسیم اور فرقوت کا ایک مظاہرہ بریگزٹ ڈیل پر دو نکل کے روز برطانوی پارلیمان کے باہر کھڑے ۲ گروپوں کے نعروں کی گوئی میں صاف نظر آیا جو ایک دوسرے کو نسل پرست اور غدار کے القابات سے نواز رہے تھے۔ بریگزٹ کو ناکام بنانے کے لئے سازشی نظریات ابھی سے سامنے آچکے ہیں۔ اگر بریگزٹ کو ناکام بنایا گی تو عوام یہ محسوس کریں گے ملک پر اصل عکر ان انسٹیٹیوٹ نے سازش کی ہے۔

یورپی یونین نے بھی برطانیہ کے بغیر معمولات چلانے کا ذہن بنا لیا ہے۔ یورپی کمیشن کے سربراہ جیلن کا ڈاکٹرنر بار بار کہہ چکے ہیں کہ وہ بریگزٹ پر بات کے لیے یومیہ ۵ منٹ سے زیادہ وقت نہیں دے سکتے۔ یہ ایک واضح پیغام ہے کہ اگر برطانوی الگ ہو رہے ہیں تب بھی یورپی یونین کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

بریلوں میں اس وقت ایک بڑا برطانیہ کی عیحدگی سے ہونے والا نقصان نہیں بلکہ یورپی یونین کے مستقبل کے منصوبے ہیں۔ یورپی یونین کے باقی ۷۲ ملکوں میں اب یہ سوچ پائی جاتی ہے کہ وہ بریگزٹ کو نسل نے غذا کے پیغام کے اقدامات ابھی سے شروع کر دیے ہیں۔ ۲۰۱۹ء کی صورت میں برطانیہ کو گلے ۱۵ اربرسول میں ۱۵۰ ار ارب پاؤ ڈنگ کا خسارہ ہو گا۔ قیل مدنی اڑات اس سے بھی بھیاںک ہو سکتے ہیں۔ حکومت نے غذا کی قلت سے پہنچنے کے اقدامات ابھی سے شروع کر دیے ہیں۔ ۲۰۱۹ء کی صورت میں ممکن ہے کہ حکومت کو عوام سے ایک کرنا پڑے کہ وہ اپنی غذا تی اعادات تبدیل کریں تاکہ خوارک کی قلت سے بچا جاسکے۔ ہزاروں سکیورٹی اہلکاروں کو اس وامان کا مستثنی پیدا ہونے کی صورت میں اسٹینڈ بائی کر دیا گیا ہے۔

بریگزٹ کو اب بھی روکنے کی امید رکھنے والے اس انتظار میں ہیں کہ تحریکیے کی بریگزٹ ڈیل پر بھوتے کی تمام کوششیں ناکام ہو جائیں اس کے بعد وہ بریگزٹ پر دوسرے ریفرنڈم کی کوشش کریں گے۔ یہ حکیم عملی رکھنے والوں کے لیے لیبر پارٹی کی حمایت کا حصول ضروری ہے، تاہم اب تک یورپی پارٹی کے رئنیمیں بھی کورنین کا کردام بھی بتا رہا ہے۔

وزیر اعظم تحریکیے عدم اعتماد کی ایک تحریک سے پہنچی

کنٹرول برقرار رکھے۔ ایک جھوینز یہ بھی گروٹ کر رہی ہے کہ اگر تحریکیے شاملی آئیلینڈ کے بیک اسٹاپ پالان کے خاتمے کی تاریخ دے دیں تب بھی ان کی بریگزٹ ڈیل مظہر کی جاسکتی ہے۔ اس تجویز پر اتفاق گیند کو ایک بارہ بھر یورپی یونین کے کورٹ میں پھینک دے گا اور برطانیہ میں پیدا ہونے والا سیاسی بحران میں جائے گا۔ اس اتفاق رائے کے لیے ضروری ہے کہ ارکین پارلیمان کی اکثریت سمجھوتے پر رضامندی ظاہر کرے لیکن اب تک یہ محسوس ہوتا ہے کہ ارکین پارلیمان ساتھی ارکین کوئی رعایت دینے کو تیار نہیں۔

برطانوی پارلیمان میں سمجھوتے پر تیار نظر آتے ارکین کی رائے کو دونوں طرف کے ختم گیر برطان ایک نتیجے پر پہنچنے نہیں دے رہے۔ ارکین کی ایک بڑی تعداد ۲۰۱۹ء کو ہی واحد قرار دے رہی ہے۔ ایک اور بڑا گروپ کی بھی ڈیل کی خلافت پر تیار ہے اور مزے کی بات یہ کہ دونوں گروپ خود کو حق بجانب قرار دیتے ہیں۔

تحریکیے پر بریگزٹ کی تاریخ کو آگے بڑھا تیں اور ڈیل پر اتفاق بھی نہیں ہوتا تو اس صورت میں ۲۹ مارچ سے برطانیہ اور یورپی یونین کی راہیں جدا ہو جائیں گی۔ برطانیہ اور یورپی یونین کے درمیان تجارت و لذت بڑی آر گنائزیشن کے اصولوں کے تحت ہو گی۔ برطانوی سیاسی اور معماشی فیصلوں میں یورپی یونین کے پاہنچنے رہیں رہیں گے۔

برطانوی وزیر خزانہ فلپ تھمنڈ کا کہنا ہے کہ بغیر معاہدے کے یورپی یونین کو چھوڑنے کی صورت میں برطانیہ کو گلے ۱۵ اربرسول میں ۱۵۰ ار ارب پاؤ ڈنگ کا خسارہ ہو گا۔ قیل مدنی اڑات اس سے بھی بھیاںک ہو سکتے ہیں۔ حکومت نے غذا کی قلت سے پہنچنے کے اقدامات ابھی سے شروع کر دیے ہیں۔ ۲۰۱۹ء کی صورت میں ممکن ہے کہ حکومت کو عوام سے ایک کرنا پڑے کہ وہ اپنی غذا تی اعادات تبدیل کریں تاکہ خوارک کی قلت سے بچا جاسکے۔ ہزاروں سکیورٹی اہلکاروں کو اس وامان کا مستثنی پیدا ہونے کی صورت میں اسٹینڈ بائی کر دیا گیا ہے۔

بریگزٹ کو اب بھی روکنے کی امید رکھنے والے اس انتظار میں ہیں کہ تحریکیے کی بریگزٹ ڈیل پر بھوتے کی تمام کوششیں ناکام ہو جائیں اس کے بعد وہ بریگزٹ پر دوسرے ریفرنڈم کی کوشش کریں گے۔ یہ حکیم عملی رکھنے والوں کے لیے لیبر پارٹی کی حمایت کا حصول ضروری ہے، تاہم اب تک یورپی پارٹی کے رئنیمیں بھی کورنین کا کردام بھی بتا رہا ہے۔

اکیسویں صدی اور ٹیکنالوجی کا چینج

Yuval Noah Harari

اور عراق میں لبرل ازم نافذ کرو رہے تھے، اب صورتحال یہ ہے کہ کیفی اور پارک شاڑ کے لوگ لبرل وژن کو یکساں طور پر گوار اور ناقابل حصول بنتے ہیں۔ کچھ نئے قدم

روایتی دنیا میں پناہی، کچھ نسلی اور قومی والبستگیوں سے چھٹ گئے۔ جبکہ دمگرنے پر باور کیا کہ لبرل ازم اور عالمگیریت مجنح اکثریت پر اقلیتی اشرافیہ کی حکمرانی کا عنوان ہے۔۔۔ یوں اچانک دنیا کی کوئی کہانی باقی نہ رہی، یہ ہونا ک صورتحال تھی۔ کچھ بچھنیں آرہا تھا، بالکل اسی طرح جب سوویت یوینیٹ کی اشرافیہ، اور لبرل دنیا کے دانشمند بچھے پائے تھے، کہ تاریخ کس طرح سوچے بچھے رستے سے انحراف کر گئی!

(اشارہ جہاد افغانستان میں سوویت یوینیٹ کی نکست پر کریملن کی نظریاتی کمزوری اور لاچارگی، اور اس کے بعد تاریخ کے اختتام کی خام خیالی، اور بھرپور یوں کے تصادم کی جانب ہے)۔ اسے تاریخ کی ناکامی سمجھا گیا، اور سب جیسے آرمیکا ڈون کی جانب دھکیلے جانے لگے۔

محض ہمارے سے لے کر خیالات کچلنے تک

لبرل سیاسی نظام صفتی دور میں وضع کیا گیا تھا، تا کہ اسیم انجمن، آئین ریفارمیزی، اور یویو سیٹ کی دنیا کا انتظام کیا جائے۔ تاہم آج یہ لبرل سیاسی نظام انفارمیشن ٹیکنالوجی اور ہائی تکنالوجی میں آنے والے انقلابات نہیں سمجھے سکا ہے۔ سیاستدان اور ووڑ جو مشکل ہی سے نہیں ٹینکنا لوگی کی کوئی سمجھ رکھتے ہیں، وہ کیسے ان کی حریت انگیز قوتیں کا اندازہ لگا سکتے ہیں! ۹۰ کی دہائی سے انہریت نے دنیا بدل کر رکھ دی ہے اور یہ انقلاب سیاستدان نہیں بلکہ انہیں نے برپا کیا ہے۔ کیا آپ نے کبھی انہریت کے حق میں کوئی ووٹ دیا ہے؟ جمہوری نظام اب تک یہ سمجھنے کی سعی کر رہا ہے کہ کس چیز نے اسے دھچکا پہنچایا ہے، اور اب تک مشکل ہی سے اس نے مزید دھچکوں سے نہیں کی کوئی تیاری کی ہے، جیسے کہ مصنوعی ذہانت اور بلاک چین کا انقلاب غیرہ۔

پہلے ہی کمپویٹر مالیاتی نظام کو اتنا بچیدہ بنا پکھے ہیں کہ یہ سمجھ سکتے ہیں۔ جیسے جیسے مصنوعی ذہانت (آرٹیفیشل انٹلی جنس) میں بہتری آرہی ہے، انسان کی مالی و اقتصادی معاملات میں سوچ جو جسم ہوتی جا رہی ہے۔ سوچیے! پھر یہ مصنوعی ذہانت سیاسی نظام کے ساتھ کیا کچھ نہیں کرے گی؟ کیا آپ ایسی حکومت کا تصور کر سکتے ہیں، جو لیکس اصلاحات اور بجٹ کی مختوری کے لیے مودہ بانہ انداز میں لیگاؤ رکھتم (algorithm) کی مختوری کی منتظر ہو؟ اور جب

لوگ اپنی آزادی کے لیے لڑے، اور یوں قدم پر قدم، آزادی حاصل کی۔ ظالم آمریتوں کی جگہ جمہوریتوں نے سنبھال لی۔

فرد معاشر پاپنڈیوں سے آزاد ہوا۔ لوگوں نے متعصب پاپنڈیوں اور تگنگ نظر روایتوں کے بجائے، اپنے دماغوں سے سوچنا شروع کیا، اور اپنے دلوں کی مانندے لگے۔ مژکوں، پکوں اور ہوائی اڈوں نے فضیلوں، خنقوں اور خاردار باراڑوں کی جگہ لے لی۔ لبرل کہانی نے یہ تسلیم کیا کہ دنیا میں سب کچھ اچھا نہیں ہے، اور یہ سب اچھا کرنا ہے۔ ابھی بہت سی

رکاوٹیں طے کرنی ہیں۔ ہمیں انسانی حقوق کی حفاظت کرنی ہے۔ منڈیاں آزاد کروانی ہیں۔ جارج ڈبلیو بیش اور بر اک اوباما جیسے رہنماء حکومتے ہیں۔ بہت فرق سے دنیا کو یقین دلاتے رہے کہ لبرل سیاسی اور معاشر نظام کو فروغ دیتا ہے، عالمگیر بنا ہے، یہاں تک کہ پوری دنیا میں اسن اور ترقی کا مولانا بالا ہو۔ ۱۹۹۰ء اور ۲۰۰۰ء کی دہائی میں یہ کہانی عالمی وزیر اون پکھی تھی۔ بر ایل اور بھارت تک بہت سی حکومتوں نے لبرل

کہانی کا نہیں اپنایا اور تاریخ کی اس پیغمبرت کا حصہ بنا چاہا۔ جو ایسا کرنے میں ناکام ہوئے، انہیں گزرے ہوئے توں کی بو سیدہ ہڈیاں سمجھا گیا۔ ۱۹۹۷ء میں امریکی صدر میں کٹش نے جیلیں کو اس بات پر تباڑا کر دیں اور لبرل سیاسی القدار کیوں نہیں اختیار کرتا اور (چین) تاریخ کے غلط رخ پر کھڑا ہے۔

تاہم ۲۰۰۸ء کے مالی بحران نے دنیا بھر کے لوگوں میں لبرل کہانی کو مٹکوک بنا دیا۔ امگر بیش پر پاپنڈیاں لگنے لگیں۔ تجارتی معاهدے بڑھنے لگے۔ جمہوری حکومتیں عدالتی نظام کی آزادی پر پاٹ انداز ہونے لگیں۔ ذراائع ابلاغ کی آزادی خواب و خیال ہونے لگی۔ ہر قسم کی بغاوت غداری قرار دی جانے لگی۔ روں اور ترکی کے طاقتوں حکمرانوں نے لبرل جمعتوں کے ایسے تجربے کیے، جو واضح طور پر آمریتیں تھیں۔ آج، ایسے چند ہی لوگ ہوں گے، جو کہہ سکیں کہ چین تاریخ کے غلط رخ پر کھڑا ہے!

برطانیہ میں بریگزٹ ووٹ سال ۲۰۱۶ء کا اہم واقعہ ہے، یہی وہ سال ہے جب ڈبلیو ٹرمپ جیسے شخص کو امریکا میں عروج حاصل ہوا، یہ دونوں واقعات ایسے تھے، جنہوں نے لبرل کہانی کو غربی یورپ اور امریکا میں مزید کمزور کر دیا۔ جبکہ چند ہی سال قبل یہی یورپ اور امریکا گن پوائنٹ پر لبیا

انسانوں کا اُس لبرل کہانی پر سے اعتبار اٹھتا جا رہا ہے، جس نے حالیہ دنیوں میں عالمی سیاست پر حکمرانی کی ہے۔ یہی وہ وقت بھی ہے جب ہائیکیک اور انفوگیک کا اتصال سب سے بڑا چینج بن کر ہمارے سامنے آ کھڑا ہوا ہے۔

تاریخ کا اختتام ملتوقی ہو گیا!

حقائق، شماریات یا تسویہ (equation) کی نسبت، انسان تصدیکہائیوں کے انداز میں زیادہ سوچتے ہیں، یہ آسان اور بہتر لگتا ہے۔ ہر شخص، گروہ اور قوم کی اپنی اپنی کہانیاں اور دیوالائی داستانیں ہیں۔ مگر یوں یہی صمدی کے دوران عالمی اشرافیہ نے ٹینکر، لندن، برلن اور ماسکو میں بیٹھ کر تین

عالمی کہانیاں وضع کیں، جن میں ماضی کی مکمل وضاحت کا دعویٰ کیا گیا اور پوری دنیا کے مستقبل کی بیٹھ گئی کی گئی، یہ کہانیاں ہیں: فاشٹ کہانی، کیونسٹ کہانی اور لبرل کہانی۔

دوسری عالمی جنگ نے فاشٹ کہانی کا خاتمه کر دیا، پھر چالیس کی دہائی کے اوآخر سے ۸۰ کی دہائی کے آخر تک دنیا بر ایل اور کیونز کم کی دو کہانیوں کا میدان جنگ بنی رہی۔ پھر کیونسٹ کہانی بھی تمام ہوئی اور صرف لبرل کہانی واحد مقنن قوت رہ گئی، جو عالمی اشرافیہ کی نظر میں، ماضی کی رہما اور مستقبل کی اٹل قوت خیال کی گئی تھی۔ (ایک وقت وہ آئے گا جب کیونز خود ماسکو میں اپنے چاہا کے لئے پر بیان ہو گا۔ سرمایہ دارانہ ڈیموکری می خود واٹکنگ اور ٹینکر میں اپنے تحفظ کے لئے لرزہ برداشت میں اپنے چاہا کے لئے لرزہ برداشت ایجاد کروں گا۔ لندن اور چیزیں کی یونیورسٹیوں میں جگہ پانے سے عاجز ہو گا۔

نسل پرستی اور قوم پرستی خود برہمنوں اور جرمنوں میں اپنے معتقد نہ پائے گی اور یہ آج کا دور صرف تاریخ میں ایک داستان عبرت کی حیثیت سے باقی رہ جائے گا۔ ”شہادت حق، ہمیں ابوالاعلیٰ موسووی، مسائی بہر ۱۹۳۲ء“

لبرل کہانی میں آزادی کی قدر را طاقت کی بھرپورتوانی ہے۔ یہ کہتی ہے انسانوں نے ہزاروں سال ظالم حکمرانوں کے جر تھے زندگی بر کی، جہاں براۓ نام سیاسی حقوق، معاشری موقع، شخصی آزادی تھی، اور جہاں فرد، ملک اور سامان ضرورت کی نسل و حرکت پر کڑی پاپنڈیاں عائد تھیں۔ مگر پھر

بلکہ جیل (انفوئیکنالوجی) کے جوڑے میٹ ورکس کی صورت میں سارا مالیاتی نظام ہی بدلت کر رکھ دیں؟ اس سے بھی بہت زیادہ اہم بات یہ ہے کہ انفوئیک اور باسیونیک کا جزوں اس انتقال معاشیات اور معاشروں کو ازسرنو منظم اور تعمیر کریں، یہاں تک کہ اسے جموں اور دماغوں کو بھی امامی میں انسانوں نے خارجی دنیا پر حکمرانی کی ہے، لیکن داخلی دنیا پر بہت ہی کم کنٹرول رہا ہے۔۔۔ اگر پھر بیند میں بند کریں تو ہم جانتے ہیں کہ کیسے مارنا ہے، مگر کوئی فکر یا خیال نہیں اڑا دے، تو ہم میں سے اکثر نہیں جانتے، کہ کیسے اس خیال کو کپلا جائے۔ باسیونیک اور انفوئیک انتقال بات خارجی دنیا کے ساتھ ساتھ داخلی دنیا پر بھی قابو پاسکے گا۔ ہم انسانی زندگی کو انجینئرنگ فنچر کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ ہم جان سکیں گے کہ کس طرح دماغ کو ڈینا کرنा ہے، زندگی کی مدت بڑھانی ہے اور قلوپ پر بیانی کو کس طرح ختم کرنے ہے۔ کوئی نہیں جانتا، ان تجربات کے کیا نتائج ہوں گے؟ ہم آلات کی ابیداد میں بہتر، مگر استعمال میں غیر داشمن در ہے ہیں (انہائی خوفناک اور غیر انسانی صورت حال ہے۔۔۔ پروفیسر ہراری نظریہ ارتقا کے بھرپور معتقد ہیں، اور مستقبل کی مکمل تاریخ پر اپنی کتاب Homo Deus کے نئے انسانی اینجنڈے میں اس پر تفصیل سے اپنا تصور انسان پیش کرچے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ نہ آورادویات انسانی کے روحاںی و فیضیاتی مسائل میں معادن و مددگار ہوں گی۔ امریکی سی آئی اے پوسٹ ٹرم اسٹریٹس کے علاوہ خود کش حلقوں کے لیے نہ آورا جگہ کی کثرت سے استعمال سامنے آچا ہے۔۔۔ پروفیسر ہراری جسے باسیونیک انتقال فرمائے ہیں، یہ انسانی تہذیب کے لیے زیر خدمت ہے۔۔۔ یہ زیر خدمت اور مغرب زدہ دنیا میں عام ہو رہا ہے، خود کش اور فیضیاتی ہماریاں تیزی سے بڑھتی جا رہی ہیں۔ انسانوں کی مجموعی فلاں باسیونیک کی مقنیگر میوں سے انہائی محظاۃ رہنے میں ہے۔۔۔ مگر انجینئرنگ اور سائنسدان انفوئیک اور باسیونیک میں جو انتقال بات لائے ہیں، وہ نہ صرف خارجی دنیا پر قابل پاسکے گا، بلکہ انسانوں کی داخلی دنیا بھی بدلت کر رکھ دے گا!

اب ہم سوائے اس کے کچھ نہیں کر سکتے کہ دنیا کی نئی کہانی تخلیق کریں۔ بالکل اسی طرح، جیسے صنعتی انتقال نے میں سویں صدی کے لیے نئی صنعت و تعارف کروائی تھیں۔ چنانچہ ہمارے سامنے انفارمیشن میکنا لوچی اور باسیونیکنا لوچی ہیں، جوئے وہن تکمیل دے رہی ہیں۔ آئندہ چند دنایاں میں، جوئے سیاسی اور معاشرتی نہیں سامنے لا کیں۔ کیا اس صورت میں بھی بریل ازم خود کو ازسرنو قابل استعمال ہا سکے گا؟ جیسا کہ اس نے ۱۹۳۰ء کے بعد کیا تھا؟ کیا پہلے سے زیادہ پر کشش ہو سکتا ہے؟ کیا رواتی نہاد ب اور قوم پرستی ان سوالوں کے جواب مہیا کر سکے گی، جو بریل ازم سے عمل نہ ہو سکیں گے؟ اور کیا یہ تدبیح علم و دانش کے سہارے کوئی نیا تصور چہاں پیش کر سکیں گے؟ یا پھر وقت آگیا ہے کہ ماضی سے بکسر تعلق توڑ دیا جائے اور بالکل نئی کہانی لکھی جائے، جو نہ صرف پرانے خداوں اور اقوام پرستی سے ماوراء ہوں، بلکہ آزادی اور برادری کی جدید اقدار سے بیدار تھی ہوں؟

اس وقت، نئی نوع انسان ان میں سے کسی بھی سوال کے جواب پر اتفاق رائے سے محروم ہے۔

پھر اگلی کہانی کیا ہوگی؟ سب سے پہلا قدم یہ ہونا چاہیے کہ خوف اور بے لینی کی حالت سے نکلا جائے۔ انفارمیشن میکنا لوچی اور باسیونیکنا لوچی کا جزوں اس انتقال ابتدائی مرحلے میں ہے، اور یہ بھی فی الحال تنازع فیہ ہے کہ بریل ازم کے موجودہ بحران میں اس کا لکھنا کردار ہے۔ آج بھی بر ملکهم، استنبول، یونانی، اور سینٹ پیٹریس برگ میں اکثر لوگ مصنوعی ذہانت اور اس کے انسانی زندگیوں پر گھرے اڑات سے واقع نہیں ہیں۔ یہ بھی لینی ہے کہ آئندہ چند دنایوں میں میکنا لوچیکل انتقال بات ظاہر ہو جائیں گے، اور نئی نوع انسان کے لیے اب تک کی سب سے بڑی آزمائیں لا کیں گے۔ اب انسانوں میں وہی کہانی جل سکے گی، جو انفوئیک اور باسیونیک کا مقابلہ کرنے کی الیل ہوگی۔ اگر بریل ازم، قوم پرستی،

گھری جا رہی ہے۔ شاید اکیسویں صدی میں اشرافیہ کے معماشی استھان کے خلاف بغاوتوں کے بجائے، ایسی اشرافیہ کے خلاف بغاوتیں ہوں، جنہیں لوگوں کی ضرورت ہی نہ رہی، ہو، جو ان سے بے پرواہ چکی ہو۔

لبرل فلسفہ

ایسا پہلی بار نہیں ہوا کہ بریل کہانی پر اعتماد کا بخراں آیا ہو۔

جب سے اس کہانی نے عالمی ایشور سوچ حاصل کیا، یعنی انسیسویں صدی کے دوسرے نصف سے، یہ بخراں کی زد میں رہی۔ لبر لائزیشن اور عالمگیریت کا پہلا دور پہلی عالمی جنگ کے کشت و خون پر ہی تمام ہو گیا تھا۔ عالمی طاقتیں بریل القدار کے بجائے استماری پالیسیوں پر عمل پیش ارہیں۔ سب زیادہ سے زیادہ دنیا پر بھر کر دوڑ میں لگ گئے۔ انسانوں نے بدترین قتل و غارت کا مشاہدہ کیا۔ استماریت کی ہولناک قیمت چکانی پڑی۔ پھر بطرکا عبد آیا، اور فاشرم ناقابل تکست لکھنے لگا۔۔۔ اس مرحلے پر کامیابی بھی محض اگلے خاڑا پر لگی، بچاک سے ستر کی دایسوں تک پچ گی گویرا جدوجہد کا زمانہ تھا، مستقبل کی یوزم کا لگ رہا تھا۔ مگر پھر بالآخر کی یوزم زمین بوس ہو گیا۔۔۔ بریل سرمایہ دارانہ نظام نے استماریت، فاشرم، اور کی یوزم کو نکلست دی۔ ۱۹۹۰ء تک مغربی مفکریں اور سیاستدان تاریخ کی اس مبینہ تکمیل پر ربط انسان تھے۔ بڑے اعتماد سے کہا جا رہا تھا کہ ماضی کے سارے سیاسی و معماشی سوالوں کے جواب حاصل کر لیے گئے ہیں، سرمایہ دارانہ بریل جمہوریت نے انسانوں کی ساری ضرورتیں پوری کر دی ہیں۔ تمام حقوق ادا کر دیے گئے، تمام سرحدیں کھول دی گئیں، تمام رکاوٹیں ہٹا دی گئیں اور نئی نوع انسان کو آزاد اعامی برادری میں ڈھان دیا گیا۔

مگر تاریخ ہمیں ہوئی۔ ٹرم مودو منٹ آ گیا۔ اس باری بریل ازم کا سامنا کسی نظریہ یا لکھی سے نہیں تھا (پروفیسر ہراری کا یہ دعویٰ درست نہیں۔ جس میکنا لوچی کے انتقال کی یہ بات کر رہے ہیں، اس کی جزویں خالص سائنس پرستی اور نظریہ ارتقا میں گھری ہیں، یوں یہ مادہ پرستی کی وہ بدترین صورت ہے، جس میں عالمی اشرافیہ کے استماری اور استھانی عزائم واخیجیں، طویل عرصہ سے جدید ترین میکنا لوچی مسلسل تباہ کن تھیا رہوں کی تیاری پر کام کر رہی ہے)، اس باری ہر جان چاہ کن ٹرم میں گھری ہیں، وہ نہ صرف خارجی دنیا پر بیکھڑے ہے کہ انسانوں کی اکثریت سال ۲۰۱۸ء سے خود کو عالمی معاشرتی نظام سے لاتعلق ہوتا محسوس کر رہی ہے۔۔۔ بریل کہانی عام لوگوں کی کہانی تھی۔ یہ سائی بورگز اور لیگاؤ ٹھم نیٹ ورکس کی دنیا میں کس طرح پل عکتی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ آج انسانوں کی اکثریت لاتفاقی کے بحران میں

گولن تحریک ۔۔ طریقہ ہائے فکرو کار

گوشته سے پیوستہ

برداشت نہ کرے، جو ایک ناکام بغاوت کو آئین کی حکمرانی کے خلاف سرتقاب بغاوت میں پیدا ہیں کر رہا ہے۔

فتح اللہ گولن نے سوچا کہ اب ایردو ان کو چند بھیکھ دیے جانے چاہیں۔ مکمل طور پر انہی کی ایما پر یور و کریمی میں موجود گولن نواز عناصر نے اعلیٰ جنس کے سربراہ حکان فدان پر بد عنوانی کا الزام لٹکا کر ان کی گرفتاری کا وارث تکلوایا۔ اس کے بعد ایردو ان اور ان کے اہل خانہ پر بد عنوانی کا الزام عائد کر کے موادخے کا مطالبہ کیا گیا۔ اور اس کے بعد اے اد البر ۲۰۱۶ کو حکومت کا تختہ اللئے کوشش کی گئی، جو تکرنا کام رہی۔

لطیف ایردو ان کہتے ہیں کہ فتح اللہ گولن نے ناسنگ کی غلطی کی اور اس کا انہی افسوس بھی رہا۔ ایردو ان نے عدیہ، سول سروس اور سیکورٹی فورسز سے گولن کے معتقدین اور حامیوں کو کالاشا شروع کیا۔ ترک عوام کی واخ شکریت نے گولن تحریک کو مسترد کر دیا تھا۔ اب فتح اللہ گولن کے پاس مغلاظات بکنے اور ایردو ان کے خلاف جا کر اپنے مقاصد حاصل کرنے کے سوا چارہ نہ رہا۔ انہوں نے ایردو ان کو غربی طرز کی جمہوریت اور جدید طرز زندگی کے لیے خطرہ قرار دینا شروع کر دیا! انہوں نے ایردو ان پر ملائیت والا حکومتی نظام لانے کا الزام بھی عائد کیا۔ مغرب کو یہ یقین دلانے کی بھرپور کوشش کی گئی کرتے کی میں اس کے مفادات کا کوئی نگران اگر ہے تو وہ فتح اللہ گولن ہیں، جو معتقدین کے ساتھ مل کر جدیدیت کی مخالف حکومت کے خلاف بہت کچھ کر سکتے ہیں۔

فتح اللہ گولن نے ۲۵ جولائی ۲۰۱۶ کو امریکا کے معرف اخبار نیو یارک نائٹر کے ادارتی صفحے پر ایک مضمون میں لکھا: ”مغرب کو اسلامی دنیا میں ایک واضح اعتماد پسند آواز کی ضرورت ہے۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے نائیں الیون کے بعد القاعدہ اور دیگر جہادی گروپوں کے خلاف واضح اور سخت موقف اپنایا ہے۔ ایردو ان نے حال ہی میں ہزاروں سرکاری ملازیم، پولیس الہکاروں، بھجوں اور سارے ذمہ دار فوجیوں کی کاروائی کیا ہے۔ کروڑوں کے خلاف انتہائی غیر چلک دار کریک ڈاؤن لائک ایک نیا نہب ایجاد کرنے کی کوشش کی تھی۔ دعویی یہ کیا گیا ہے۔ ایردو ان نے اپنے خیالات سے اختلاف رکھنے والوں کو ریاست کا دشمن اور با غی قرار دینے کی روشن پر سفر نکال کر لوگ اپنے نہب کو بھی بھول گئے۔ تمام نہب کی تعلیمات لے کر ایک ایسا ملغوبہ تیار کیا گیا، جو کسی بھی اعتبار لازم ہو گیا ہے کہ امریکا ایک ایسے مطاقع العنان حکمران کو

سے محفوظ یا قابل قبول نہ تھا۔
فتح اللہ گولن میں ہر ترک حکومت کے ساتھ مل کر چلے کی صلاحیت تو بہر حال رہی ہے۔ انہوں نے کوعان ایور اور سلیمان دیبرل کے ساتھ مل کر دکھایا۔ اور بہر ایردو ان کے ساتھ بھی چلے طریقہ یہ ہے کہ حکومت پر بقدر کرنے یا اس میں غیر معمولی اثر و سو فحص حاصل کرنے کے لیے منصب موقع کا انتظار کیا جائے۔ اور جب موقع آئے تو کوئی بھی انتہائی قدم اٹھانے میں تسلیم سے کام نہ لیا جائے۔ ۱۵ اجولائی ۲۰۱۶ء کو بھی یہی ہوا۔ خود کو امام کے منصب پر فائز سمجھنے والے فتح اللہ گولن یہ سمجھے کہ ایردو ان کا تختہ اللہ کر تھام امور اپنے ہاتھ میں لینے کا وقت آ گیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ تجزیہ کی زندگی بر کرنے اور بظاہر عیش و آرام سے دور، ایک کونے میں زندگی بر کرنے والے فتح اللہ گولن کوں سے دنیوی فونکڈ بورنا چاہتے ہیں۔ وہ عالم ہیں اور متعدد کتابوں کے مصنف بھی۔ ان کی ظاہری مصروفیت صرف یہ ہے کہ اپنے عقیدت مندوں کو مختلف امور پر مشوروں اور ہدایات سے نوازیں کوئی سوچ بھی سکتا ہے کا یہ، بظاہر بے ضرر شخص نے، حکومت کا تختہ اللہ کا منصوبہ تیار کیا ہو گا؟ اب ذرا بہی علم اور ہمیں کے کیس پر غور کیجیے۔ انہیں کس نے یہ بتایا کہ چوتھے خلیفہ راشد کو شہید کرنا اور خانہ کعبہ پر محصر ف ہونا بالکل جائز ہے؟ یہ دونوں خوارج میں سے تھے۔ یہ بھی نمازی تھے، اللہ کی کتاب کے پڑھنے والے اور اس کے احکام کے مانے والے تھے۔ بھر بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کو ان کے خلاف جہاد کرنا پڑا اور طاقت کے ذریعے انہیں سچنے کی کوشش کی گئی جو بالکل درست تھی۔

اسلامی دنیا میں ایسے مسلم ابھرتے رہے ہیں، جنہوں نے تشدید کی راہ پر گامزن ہوئے بغیر اپنی بات کی اور معتقدین بیدا کیے۔ سوال نہیت اور ارادے کا ہے۔ کوئی بھی جھس اپنے نیک ارادے کی بنیاد پر اللہ کے نیک بندوں میں شمار نہیں کیا جاتا بلکہ اسے عمل کی کسوٹی پر پر کھا جاتا ہے۔ بوکو حرام، داعش اور اشباب جیسی تیکیوں کے سربراہین جو سوچ اپنے معتقدین میں بیدا کرتے ہیں وہی سوچ بالآخر پورے گروپ کی سوچ کھلاتی ہے۔ اور سوچ کی بنیاد پر جو کچھ وہ کرتے ہیں وہی بالآخر حقیقی شناخت بن کر سامنے آتا ہے۔ اللہ کے زدیک وہی قابل قول ٹھہرتا ہے جو نیک ارادہ لے کر اٹھے، اس کے اعمال بھی جائز ہوں اور مقاصد بھی۔ (النساء: ۱۱۳)

امام ابن رجب الحسینی کہتے ہیں کہ اللہ اس بات کو پسند

بھی نہیں سکتی۔ بت پرستی انسان کی سوچ اور مراجع میں عجیب و غریب تبدیلیاں پیدا کرتی ہے۔ ہندوؤں کے نزدیک چونکہ خالق یا رب کاظم ہر جلوق میں ہے اس لیے ہر جلوق محترم ہے۔ بھی سبب ہے کہ آج بھی بھارت میں بہت سے رائج العقیدہ ہندوگانہ کا پیشتاب پیتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات کی رو سے کسی بھی ایسی فحیضت سے عقیدت رکھنا اور اس سے فواداری کا حلف اٹھانا درست نہیں جو ریاست کے خلاف جا کر کام کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اب یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ فتح اللہ گولن کی مہربانی سے ترک ریاست کے بہت سے اہم راز و شہوں کے ہاتھ لگ چکے ہیں۔

انتہیوں سماں یونیورسٹی کے کھراں مسئلہ نے ۲۰۱۷ء میں اسلامی تعلیمات کی رو سے سول اور طلبی افسران نے (جو سے جڑے ہوئے تمام لوگوں کو فحیض طریقے سے ملنے والے احکام پر عمل کرنا ہی ہوتا ہے۔) گھنین سے عقیدت رکھنے والے باور دی افسران اور سول بیان حکام کو اپنے جیسے نظریات رکھنے والے دوسرے افراد کے بارے میں پچھلی معلوم نہیں ہوتا تھا۔ فور میں کام کرنے والوں کو سول بیان ”بڑے بھائیوں“ کی طرف سے جو ہدایات ملتی تھیں ان پر عمل کیا جاتا تھا۔ وزیر اعظم کے پرائیویٹ سیکریٹریٹ میں کام کرنے والے محمد اُسلوکی گواہی اس حوالے سے بہت اہمیت رکھتی ہے۔ وہ ٹرکش قیف آف ہرزل اضافہ یقینیت جزل اکارکے ذاتی معاون یقینیت کریں یونیٹ ترکان کا ”بڑا بھائی“ بھی تھا۔ حارے لیے یہ بات اپنی تحریر میں تھی کہ ”محمد اسکو چیف آف ہرزل اضافہ کے آفس کی یومیہ ریکارڈنگ ملتی تھی اور یہ ریکارڈنگ وہ ایک اپیٹھس کو دے دیا کرتا تھا، جسے وہ جانتا تک نہ تھا۔

کسی بھی فحیضہ نیٹ ورک میں کسی بھی دوسری بات سے بڑھ کر یہ بات ہوتی ہے کہ جو حکم دیا جا رہا ہے اسے بخوبی کوئے اس کے مطابق عمل بھی کیا جائے۔ کسی بھی حکم کے بارے میں کسی سوال کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ جو کچھ بھی ہدایات یا احکام کی مسئلہ میں دیا جاتا ہے وہ بس آگے بڑھانا ہوتا ہے اور اس پر عمل لازم ہوتا ہے۔ رازداری شرط اول ہے۔ بھی سبب ہے کہ فحیضہ نیٹ ورک میں بہت سے لوگ ایک دوسرے کے بارے میں پچھلے نہیں جانتے یا زیادہ نہیں جاتے۔ ریاست سے فواداری کا عہد اسی وقت توڑا جاسکتا ہے جب وہ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ پھر کی ہوت کو پوچھنا طے کردہ حدود کو چھوڑ کر اپنی مرضی کے مطابق معاملات چلانا چاہتی ہے۔ اور انہیں کسی مشکل سے بچانے کے لیے کچھ کر

اس کی روح کے ساتھ دیے جانے کا عمل منقطع ہے۔ کسی نسلیں اسلامی تعلیمات سے بکسر حروم رہی ہیں۔ ایسے میں اگر گولن کے حالتی بھی اسلامی تعلیمات اور ان کی روح سے بے بہرہ ہیں تو اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔ ان کے ذمہوں میں پہ بات مکمل کی طرح ٹھوک دی گئی ہے کہ جو کچھ فتح اللہ گولن کیتے ہیں وہ مکمل طور پر درست ہے اور اس میں تجھ کی کوئی گنجائش ہے ہی نہیں۔ اگر وہ اپنے بعض معتقدین کے فرائم کر دے سرکاری راز افشا کرتے ہیں یا خفیہ معلومات کی روشنی میں ماضی کے کسی واقعے کی تشریح اور پھر کوئی پیش گوئی کرتے ہیں تو ان کے چاہئے والے سمجھتے ہیں کہ ان میں مافوق الفطرت صلاحتیں اور قوتیں پائی جاتی ہیں۔

اعلیٰ سلطنت کے بہت سے سول اور طلبی افسران نے (جو ماسٹر اور پی ایچ ڈی کیے ہوئے ہیں) اپنی شہادتوں میں تسلیم کیا ہے کہ انہوں نے دینی معاملات میں سوچنا چھوڑ دیا ہے اور جو کچھ بھی فتح اللہ گولن نے کہدیا ہے اسی کو حرف آخر سمجھتے ہیں۔ یہ اسلام کی روح کے سر امنانی ہے۔ اسلام واضح طور پر ہدایت کرتا ہے کہ انسان کو دینی معاملات میں خور کرنا چاہیے، بالخصوص توحید کے بارے میں۔ اس حوالے سے قرآن مجید میں واضح ہدایات اور احکام موجود ہیں۔ سورہ البقرۃ میں درج ہے کہ طور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مردہ کو دوبارہ زندہ کرنے کے بارے میں جانتا چاہا اور پھر اللہ نے انہیں اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔

قرآن مجید میں اللہ نے ہم سے یعنی تمام ایمان سے کہا ہے کہ وہ دینی تعلیمات کو، اللہ کے فرمان کو سننے ہی مختص قبول نہ کریں بلکہ اس پر غور بھی کریں، اس کی حکمت کی گہرائی کا اندازہ بھی لگائیں تاکہ اس پر عمل کرتے وقت وہیں میں کسی نوع کا کوئی مشکل یا تنذیب نہ رہے اور عمل اپنی روح کے ساتھ انجام کو پہنچ۔ سورہ الفرقان میں بھی اللہ نے فرمایا ہے کہ ایمان کے سامنے جب اللہ کی آیات پیش کی جاتی ہیں تو وہ گوگوں اور بہروں کی طرح قبول نہیں کر لیتے بلکہ غور کرتے ہیں اور غوب سوچ سمجھ کر، ہر بات کی حکمت کو دہن لشیں رکھتے ہوئے اس پر اعتماد و عمل کی منزل سے گزرتے ہیں۔

فتح اللہ گولن کے معتقدین کی مثال ان لوگوں کی سی ہے، جو بہت پرستی میں بنتا ہیں۔ بہت کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے وہ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ پھر کی ہوت کو پوچھنا ان کے لیے بکسر بے معنی ہے۔ یہ مورث من سکتی ہے نہ جواب دے سکتی ہے۔ اور انہیں کسی مشکل سے بچانے کے لیے کچھ کر ترکی میں کم و بیش ۶۰ عشروں سے بیویوی دینی تعلیمات

کرتا ہے کہ اس کے نام پر خیرات کی جائے یعنی لوگوں کی مدد کی جائے، ان سے اچھا سلوک روا کھا جائے اور مفاہمت کی راہ پر گامزن رہتے ہوئے زندگی بسر کی جائے۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ ایسا کرنے سے لوگوں کا بھلا ہوتا ہے۔ اللہ کے زندگیکر ہر وہ عمل غیر معمولی پندرہ یا ہے جو بہدو عالم کی روح لیے ہوئے ہو۔ یہی سبب ہے کہ اگر کوئی شخص اچھا عمل کرتا ہے تو وہ عمل خود اس کے لیے بھی اتنا ہی اچھا ہے، جتنا اس کے لیے جس کے لیے وہ عمل کیا گیا ہو۔ اور اگر کوئی شخص دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے عمل میں کوئی خفیہ مقصد رکھتا ہو تو پھر اس کا یہ عمل صحیح اوقات سمجھے۔

سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے افکار و اعمال مجموعی طور پر اہل ایمان کے خلاف ہوں اور اپنی کھنڈنا ک متنائیں برآمد ہو سکتے ہوں تو پھر امت کا فرض ہے کہ اس کا قلع قلع کرنے کے لیے اٹھ کھڑی ہو اور شریعت میں دیے گئے اصولوں کے مطابق بخت ترین اقدامات کرے۔

گولن تحریک کے بنیادی اصول:

فتح اللہ گولن نے کبھی کھل کر نہیں کہا مگر ان کے معتقدین انہیں مہدی موعود کا درجہ دیتے ہیں۔ جو کچھ وہ کہدیں اس پر عمل لازم ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے فتح اللہ گولن نے ہمیشہ خاموشی اختیار کی ہے، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ معتقدین کو انہوں نے گرین سکتل دیا ہے کہ وہ اس راہ پر گامزن رہیں۔ ان کے بیشتر معتقدین یہ سمجھتے ہیں کہ وہ (فتح اللہ گولن) ان کی شرگ سے بھی زندگی میں درجہ دیتے ہیں۔ جو کچھ وہ کہدیں اس پر عمل لازم ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے فتح اللہ گولن نے ہمیشہ خاموشی اختیار کی ہے، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ معتقدین کو انہوں نے اور پھر اللہ نے انہیں اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔

فتح اللہ گولن کا جاری کردہ کوئی بھی فتویٰ ان کے لیے حرف آخر کا درجہ رکھتا ہے۔ اس میں کسی کے لیے چوں، چاہی کی کوئی گنجائش نہیں۔ گولن کے معتقدین خود نہیں سوچتے۔ انہوں نے سوچنے کا کام گولن پر چھوڑ دیا ہے۔ وہ بس آنکھہ بند کر کے چلتے چلتے جا رہے ہیں۔ گویا بھیڑ چاہ کا عالم طاری ہے۔

جن ٹانس ایڈر رائز ایسوی ایشن کے بورڈ آف ٹریسیٹر کے سابق چیئر مین حسین گلرزا اور روزانہ ملزمان کے ڈائریکٹر جزل نے ۲۰۱۷ء کو روزانہ صبح سے انٹرو یو میں کہا تھا کہ معتقدین کے لیے تو فتح اللہ گولن نبی کی طرح ممتاز ہیں۔ ان میں سے بہت سوں کا تقیدیہ یہ ہے کہ گولن ہر صورات کوئی اکرم سے کلام کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ فتح اللہ گولن کے بیتے ہیں وہ دراصل نبی اکرم کے لفاظ ہیں! گولن کے معتقدین عطیات بھی اس تصور کے ساتھ بھیج کرتے ہیں کہ ان کے اس عمل کے نگرانہ نبی اکرم ہیں۔

بھر میں لاکھوں افراد کو سی بھی تنازع یا غیر تنازع کا ذر کے لیے تیار کیا جاسکتا ہے۔ یہ لوگ جان دے کر اپنے مقام حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے میں ۶۷ شیش کیفیت کی فتح اللہ گولن کے لیے غیر معمولی عقیدت پچھہ جھرت انگریز ہیں۔

کولن چیزوں کو لوگوں کے لیے ان معاشروں میں اپنی مردمی کے لوگ تیار کرنا آسان نہیں جہاں اسلامی تعلیمات گبری اور مضبوط ہیں رکھتی ہیں اور مختلف مکاتب فکر کے مانے والے بڑی تعداد میں ہیں اور ایک دوسرے کے نقطہ نظر کا انتظام بھی کرتے ہیں۔

اہرامی ڈھانچا

فتح اللہ گولن نے بہت سے لوگ تیار کیے ہیں اور ان سے کام بھی لیا جا رہا ہے تاہم اب بھی وہی مرکزی شخصیت ہیں، اور انہوں نے بیرونی محاذات اپنے ہاتھ میں رکھے ہیں۔ اہرامی ڈھانچے کے تحت زیریں سلسلہ پر توبیاد و سعی ہے تاہم بالائی سلسلہ پر سب کچھ ایک شخصیت میں مرکزی ہو کر رہ گیا ہے۔ روزانہ زمان ہی کی مثال یہی۔ اس اخبار میں یہ چیز سے اور پہنچ سی کچھ فتح اللہ گولن کے ہاتھ میں رہا ہے۔ معمولی خبروں سے شرمنی تک بھی کچھ ان کی مردمی کے مطابق ہوتا آیا ہے۔ وہ امریکا میں ہیں مگر ترکی میں روزانہ زمان کا پورا مواد ان کی مردمی سے متعلق ہوتا ہے۔

لطیف ایر و وان نے الجریہ کو بتایا کہ ۲۰۱۳ء اور جولائی ۲۰۱۲ء میں ایر و وان حکومت کا تختہ اللہ کی کوشش کے حوالے سے کئی کچھ فتح اللہ گولن کا طے کردہ تھا یعنی اسکرپٹ انہوں نے لکھا تھا۔ صرف عثمان سیک اور سید وہیت تو کو یا لوکی حد تک معلوم ہوا تھا ہے کہ فتح اللہ گولن کے وہیں میں کیا چل رہا ہے۔ اور کسی کو کچھ بھی خبر نہیں کہ گولن کب کیا کریں گے۔

گولن تحریک میں ”امانی نظام“ کا ڈھانچا یہ ہے کہ سب سے بڑا امام یونیورسیٹ امام کہلاتا ہے۔ اس کے بعد کوئی نہیں امام، نکثری امام، گر اندر بیجنگ امام، پرانی بیجنگ امام، بیجنگ امام اور بہاؤس امام ہوتا ہے۔

۱۹۹۹ء کی ایک وڈی کلپ میں فتح اللہ گولن کو اپنے معتقدین کو یہ بڑیت دیتے ہوئے سنا جاسکتا ہے کہ نظام کا حصہ بن جاؤں، جس طور حرم کا حصہ نہیں اور ریگیں ہوتی ہیں۔ اور یہ سب کچھ اتنی خاموشی سے ہوا چاہیے کہ کسی کو کچھ پتا نہ چلے۔ اس ایک بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ گولن تحریک کی نوعیت کیا ہے اور فتح اللہ گولن دراصل چاہتے کیا ہیں۔ اگر کوئی تحریک اسلامی تعلیمات اور اصولوں کی بنیاد پر کام کر رہی ہے تو اس کا خذیرہ کھانا کیا قہوہ رکھتا ہے؟ یہی کوئی کوئی کام خود نہیں کا حصول یقینی ہے۔ جب کسی انتہائی جذباتی انسان کو کسی بھی کا ذر کے لیے بھر پور توجہ سے تیار کیا جائے تو وہ کسی بھی وقت کچھ بھی کر سکتا ہے۔ دنیا

غداری تک کے ازمات کے تحت ۵۵ سے زائد مقدمات میں مطلوب ہیں۔ ان پر اور ان کی تحریک سے جڑے ہوئے درسے بہت سے لوگوں پر انفرادی معلومات کو غیر قانونی طریقے سے محفوظ کرنے، سرکاری دستاویزات کی نقلیں تیار کرنے کے ازمات کا بھی سامنا ہے۔ یہ تمام کام مختلف جرائم کے ارتکاب کے لیے کیے جاتے ہیں۔ ان سب پر شوہد مٹانے اور منی لائنر گر کے بھی ازمات عائد کیے جاتے ہیں۔ کولن تحریک سے وابستہ افراد پر مختلف جرائم میں ملوث ہونے کے ازمات عائد کیے جاتے رہے ہیں۔ ان میں ایک ترک شزاد امریکی صحافی ہرانت دنک کے قتل کا الزام بھی شامل ہے۔ یہ ہیں وہ حالات جن کا رجوب طیب ایرادوں کو سامنا ہے۔ ان کی صورت میں امت مسلمہ کو ایک بڑا رہنمala ہے۔ یہ میں مغربی ماڈل پرستی کا سامنا ہے۔ یہ بینیادی طور پر نظریاتی جنگ ہے۔ معاشی مفادات سے بہت کر بھی دیکھا جائے تو ترکی کا غرب سے نظریات کے محاوپ شدید کٹکاش کا سامنا ہے۔ گولن تحریک اگر اپنے ارادوں اور منصوبوں میں کامیاب ہو جائے تو ترکی میں اعتدال پسند اور اخلاقی اللہ اک انتظام کرنے والے نظام کا خاتمہ تھیں جو جائے گا۔ مغرب نظریاتی سطح پر کھوکھلہ ہو چکا ہے۔ اگر وہ نظریات اور عقائد کے معاملات میں کھوکھلے اور بھرپڑے پن کا شکار نہ ہوتا تو اسلامی تہذیب کے احیا کی کوششوں کا محض تشدد سے جواب نہ دیتا بلکہ داش کی سطح پر آکر ہات کرتا، دلائل سے اپنا کیس پیش کرتا اور پوری دنیا سے فصلہ کرنے کو لکھتا۔ مغربی طاقتوں کا ہر حملے کو طاقت کے استعمال سے درست کرنے کا رویہ ہی اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ان کے ہاں نظریات کی سطح پر اب کچھ بھی نہیں چلا۔ جب دلائل ختم ہو جاتے ہیں تب ہی تشدید کی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔ گولن تحریک مغربی طاقتوں کی پروردہ ہے۔ پر تحریک چاہتی ہے کہ ترکی میں احیاء دین سے متعلق تمام کوششیں یکسر ناکامی سے دوچار ہوں۔ فتح اللہ گولن اور ان کے ساتھیوں کا بچندا ایہی ہے کہ نظام کی جڑیں بیٹھ کر پی جڑیں مضبوط کی جائیں تاکہ نظام کی جڑیں زیادہ مضبوط نہ رہیں۔ اس اعتبار سے رجوب طیب ایرادوں کو بہت بڑے چیلنج کا سامنا ہے۔ ترک قوم نے اب تک یہی ثابت کیا ہے کہ وہ گولن تحریک کو اپنا آئندہ میں بھجتی۔ جولائی ۲۰۱۶ء میں ایرادوں حکومت کا تختہ اللہ کی گولن تحریک کی کوشش کے رد عمل میں ترک قوم کا ریپاؤنس بہت اچھا اور حوصلہ افزار ہے۔

(The Gulen Movement by Mohammad Asim Alavi)

جسم کو شدید نقصان پہنچنے کا خطرہ نہ ہو، کسی بھی مسلم کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی شناخت چھپائے۔ سید ابوالعلی مودودی لکھتے ہیں کہ حالات میکسر خالق ہوں تو کسی بھی اہل ایمان کو اسلامی تعلیمات کی رو سے اس امر کی اجازت ہے کہ وہ اپنی شناخت چھپائے اور اگر ضرورت محسوس ہو تو وہ واضح طور پر یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ وہ اہل ایمان میں سے نہیں ہے۔ اگر کسی غیر مسلم باحول میں مسلم کا بجان و مال محفوظ ہو تو وہ معاملات کو درست رکھنے کے لیے غیر مسلموں سے درستہ رہنے بھی رکھ سکتا ہے کہ بینیادی معاشرتی ضرورت ہے۔ ☆ جو علمیں ایڈ رائز فاؤنڈیشن کی طرف سے بر طافی پاریمان کے ایک رکن کو ایک لاکھ پاؤڈر سے بھی زائد رقم دی گئی تاکہ وہ گولن تحریک کے خلاف ایرادوں حکومت کے کریک ڈاؤن کے بارے میں تحقیق کرے اور ترک حکومت پر انسانی حقوق کی علیین خلاف ورزیوں کے ازمات عائد کرنے کی بینیاد تیار کر سکے۔ ☆ سینئر سرکاری افسران، کاروباری شخصیات، اداکار، صحافی، غیر سرکاری تعلیموں کے مربراہان اور الہکار اور درسے والے نظام کا خاتمہ تھیں جو جائے گا۔ مغرب نظریاتی سطح پر کھوکھلہ ہو چکا ہے۔ اگر وہ نظریات اور عقائد کے معاملات میں کھوکھلے اور بھرپڑے پن کا شکار نہ ہوتا تو اسلامی تہذیب کے احیا کی کوششوں کا محض تشدد سے جواب نہ دیتا بلکہ داش کی سطح پر آکر ہات کرتا، دلائل سے اپنا کیس پیش کرتا اور پوری دنیا سے فصلہ کرنے کو لکھتا۔ مغربی طاقتوں کا ہر حملے کو طاقت کے استعمال سے درست کرنے کا رویہ ہی اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ان کے ہاں نظریات کی سطح پر اب کچھ بھی نہیں چلا۔ جب دلائل ختم ہو جاتے ہیں تب ہی تشدید کی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔ گولن تحریک میں خفیہ طریقے سے کام کرنے کی بہت اہمیت ہے۔ رازداری ہر حال میں تا تم رکھنے کا خلاف بھی لیجاتا ہے۔ خفیہ زبان اور اشاروں میں ایلان کا بھی طریقہ عام ہے۔ مختلف سیریل نمبر کرنی نوٹ بھی اس تعامل کے جاتے ہیں تاکہ گولن تحریک کے وابستگان ایک درسے کو جان، بیچان سکیں۔ ☆ طف کی خلاف ورزی کرنے والوں سے بہت گند اسلوک روا رکھا جاتا ہے۔ انہیں گولن تحریک سے نکلنے ہی پر معاملہ ختم نہیں کر دیا جاتا، بلکہ مختلف طریقوں سے نفیتی اور مسلم ہے اور اس کے خیالات یا عقائد کیا ہیں۔

اسلامی ایڈ ریپاؤنس کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔

وہی ہوئی ہدایات کی روشنی ہی میں قائم کیا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ اس سے ہٹ کر بھی وہ اسلامی اطوار پا سکتا ہے تو اس کی عقل کا ماتم کیا جانا چاہیے۔ جا کیاہی اور مکیاہی جیسے واثور کہتے ہیں کہ اس دنیا میں جو کچھ ہے اسے کسی نہ کسی طور حاصل کر لیما ہی زندگی کا سب سے بڑا مقتهد ہے۔ علامہ یوسف القرضاوی کہتے ہیں کہ ”انجام ہی سے طریق کار درست ثابت ہوتا ہے“، کاظمیہ اسلامی شریعہ کا نہیں ہو سکتا۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے متانج اسی وقت اچھے ہو سکتے ہیں جب طریقے بھی درست اختیار کیے جائیں۔ کسی برے ذریعے سے کیا جانے والا کام برے ذریعے پیدا کرے گا۔ ماذہ پرست اس بات کوں طور سمجھنے سے قاصر ہتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے تقدیم کی کوئی گنجائش نہیں۔ تقدیم یہ ہے کہ انسان ہو کچھ اور دکھائی کچھ دے۔ اس سلطے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ علیہ السلام یاد رکھنے کا ہے کہ ”اگر تم میں سے کوئی کسی شرک کو دھوکا دے کر قریب بلاۓ اور جب وہ اس پر بھرو سا کرتے ہوئے قریب آئے اور قتل کر دوں گا۔“ فتح اللہ گولن اور ان کے ساتھی تقدیم سے کام لیتھ ہوئے آگے بڑھتے رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے نظریات، عقائد اور طریق کار کو چھپا کر رکھنے کی کوشش کی، جو ان کے ذہن میں پہنچا رہا ہے۔ اللہ نے سورہ آل عمران میں تقدیم اختیار کرنے کی اجازت صرف اس حالت میں دی ہے کہ اپنی اصلیت چھپانے کی صورت میں جان کی سلامتی تھیں یا نامی جا سکتی ہو۔ عام حالات میں مسلمانوں کے لیے لازم ہے کہ غیر مسلموں سے تاخدا کو ترجیح دیں۔ ابن کثیر اور دیگر کبار غسرین نے وضاحت کی ہے کہ کسی بھی مسلمان کے لیے غیر مسلموں کے درمیان اپنی شناخت چھپانے کی اجازت صرف اس صورت میں ہے کہ اس کی جان خطرے میں ہو۔ عام حالات میں اسے یہ بتانا چاہیے کہ وہ اسلامی ایڈ ریپاؤنس کے خیالات یا عقائد کیا ہیں۔

اسلامی دنیا میں ایسا کئی بارہ ہوائے کہ شیطانی اطوار رکھنے والوں نے چند بیکے ہوئے مسلمانوں کو ساتھ ملایا اور پورے کے پورے معاشرے کو تباہ کر دیا۔ فرمی میں اور دیگر خفیہ تنظیمیں چلا نے والوں نے مسلم معاشروں میں بگاڑ بیدا کرنے میں بھی کوئی کسر اٹھانہیں رکھی۔

القرطبی کی بھی بیکی رائے ہے کہ جب تک جان جانے یا

واشنگٹن اور انقرہ پھر آمنے سامنے

Aykan Erdemir

پاہندی عائد کی گئی ہے، جو ۲۰ نومبر سے نافذ ہے۔ اس پاہندی سے بھارت سمیت چند دیگر ریاستوں کو تھوڑا بہت اتنی دیا گیا ہے، جن میں ترکی بھی شامل ہے۔ گزشتہ برس کے اوائل میں ترک کرنی کو محرومی کیفیت سے دوچار کرنے پر امریکا کو دنیا بھر میں تقدیر کا ناشانہ بنایا گیا تھا کیونکہ اس کے نتیجے میں بھارت اور دیگر چند دوسرے ممالک میں بھی اتنا ساک ما رکیٹ بحران کا شکار ہوئی تھی۔ اس کے بعد یہ سوچا جا رہا تھا کہ امریکی پالیسی ساز ایران کے معاملے میں ترکی کو کسی بھی نوع کی رعایت دینے سے گریز کریں گے۔ ایرانی حمل کے حوالے سے ترکی کو اتنی دینے کے فیصلے دنیا کو تھیران کر دیا۔ اسے امریکا کی تک روی کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔ صدر ڈاؤڈلٹر موبنے سے بہت سے معاملات میں بڑھک مارنے کے بعد پہلی اختیاری ہے۔ امریکا کے لیے رہا خوب پڑا ہے رہا اب زیادہ ممکن نہیں رہا۔

ویزو بیلا کے معاملے میں ترکی ایک بار بھر کھل کر اور دوڑ کر امریکا کے سامنے آگیا ہے۔ یہ گویا اس اعلان کا اعلان ہے کہ امریکی طاقت سے کرانے میں کچھ زیادہ حرخ نہیں۔ انقرہ کو معلوم ہے کہ واشنگٹن پر غیر معمولی دہاکے ہے۔ یورپ کی بہت سی مضبوط ریاستیں اپنی مرخصی کے مطابق فیصلے کر رہی ہیں۔ ان کے لیے واشنگٹن کی دی ہوئی تباہی پر چلتا لازم رہا ہے نہ ممکن۔ امریکی پالیسی ساز بھی جانتے ہیں کہ یورپ کو زیادہ دیر تک اپنے پلو سے بازدار کر رکھا نہیں جا سکتا۔ یہی سبب ہے کہ دیگر بہت سے ممالک کی طرح اب ترکی بھی اپنے حساب کتاب کے مطابق چلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ (ترجمہ: محمد احمد خان)

"Turkey Erdogan rushed to Maduro's defense".
("theglobalist.com"). January 27, 2019)

لہجہ: بر گزگزٹ، بر طالوی نوام اور یورپی یونین، کس کو تباہ کر؟
بر طالیہ کے سر کاری قرضے ۲۰۰۰ء میں جی ڈی پی کا کام ۳۵ فیصد تھے جبکہ باقی ملکوں کا قرض جی ڈی پی کے ۲۰ فیصد کے بر ارتقا تین معاشر بحران کے بعد بر طالیہ کے قرضے بھی تیزی سے بڑھے اور اب یورپی بلاک کے ساتھ اس کا فرق زیادہ نہیں رہا۔ پیروزگاری کی شرح ۲۰۱۸ء اعشاریہ پیصد کے آس پاس رہنے کی توقع ہے، جو یورپی بلاک کی ۲۰۱۸ء اعشاریہ پیصد سے بہت بچھے ہے لیکن یورپی بلاک کی پیغمبر مارکیٹ میں بہتری کی پیشگوئی ہے جبکہ بر طالیہ کی پیغمبر مارکیٹ مختتم رہے گی۔

(ضمناً افراودہ بائیوں سے زائد عرصہ سے صافت کے ساتھ وابستہ ہیں۔) ہیں الاقوامی تعلقات بالخصوص شرق و مشرق ایشیا کے مجموعات ہیں۔) (بحوالہ: "ڈان ٹیوزڈاٹی وی" - ۲۰ جنوری ۲۰۱۹ء)

سے سوانح بڑے بیانے پر ترکی منتقل کرنے کا عمل شروع ہوا۔ یہ

عمل امریکا کے لیے بہت پر بیان کن تھا کیونکہ ویزو بیلا اس کے ہاتھ سے جا رہا تھا۔ واشنگٹن نے پر ویگنٹا اشروع کیا کہ انقرہ کی نظر کا راس کے سونے پر ہے اور یہ کہ جو سونا انقرہ جا رہا ہے وہ واپس نہیں آئے گا۔ یہ گویا ویزو بیلا کے عوام کو درفلانے اور اس کا سامنے کی ایک بھوٹی کوشش تھی۔

بات یہ ہے کہ ویزو بیلا کے پاس سونے کے معاملے میں ترکی پر بھروسہ کرنے کے سوا آپشن نہ تھا کیونکہ یورپ نے قدم پر امیریکا کی ہم توں کا عنیدہ دیا ہے۔ اس پر بھروسہ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ سو ٹیزر لینڈ کے حوالے سے ویزو بیلا کے ویزو بیلا کی شدید تحفظات کا تھہار کیا۔ اور یہ بات اسی نہیں کہ بھی نہ جائے۔

جیزت انگریز بات یہ ہے کہ ۲۰۰۰ء میں دونوں ممالک کے درمیان سونے کی تجارت نہ ہونے کے بر ارتقی گر ۲۰۱۸ء کے ابتداء ۹ ماہ کے دوران ویزو بیلا سے ۹۰ کروڑ ڈالر مالیت کا سونا ترکی منتقل ہوا۔ امریکی محلہ خزانہ کے معادن سیکیٹری برائے نیورسٹ فائناں نگ مرشل بلنگری نے تباہی کے سونا منتقل کرنے کے لیے ویزو بیلا کی قومی اسمنی سے اجازت بھی نہیں لی گئی اور یہ کے عوام کو صرف دھوکے میں رکھا گیا ہے۔ امریکا نے ویزو بیلا کے عوام کے حق میں چار آنسو بہانے کا ناٹک اس طور کیا گویا وہ اب تک جو کچھ بھی کرتا آیا ہے، وہ ان کے حق میں تھا اور ہے۔

جو سونا ترکی بھیجا گیا ہے وہ اب تک واپس نہیں آیا ہے، مگر ویزو بیلا نے عوام میں خواک کی تقلیل دو کرنے کے حوالے سے ترکی سے بھر پورا دلیے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہی سبب ہے کہ ترکی سے خواراک کے لاکھوں ڈنے ویزو بیلا بچنے رہے ہیں۔ امریکی پاہندیوں اور دیگر حالات والدہات کے نتیجے میں ویزو بیلا کو خواراک کی شدید قلت کا سامنا رہا ہے۔ صورت حال بہتر ہنانے میں ایران اور ترکی نے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ امریکا نے یہ خدش بھی ظاہر کیا ہے کہ ویزو بیلا کا جو سونا ترکی منتقل کیا گیا ہے اس کا کچھ حصہ شاید ایران بھی جا رہا ہو۔ ایسا کرنا ان پاہندیوں کی خلاف ورزی میں شمار ہو گا، جو امریکا نے ایرانی حکومت پر عائد کی ہے۔

ایک دلچسپ حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ برس کے اوائل میں ترکی سے تجارت اور سرمایہ کاری کے حوالے سے تصادم کے بعد بھی امریکا نے ایران پر عائد کی جانے والی پاہندیوں کے حوالے سے ترکی کو اتنی دیا۔ ایران سے تیل خریدنے پر

۲۵ جنوری کو جنوبی امریکا کے ملک ویزو بیلا کی قومی اسمنی کے رہنمای جو آن گاہی پر نے عبوری صدر بننے کا اعلان کیا۔ امریکا، کینیڈا، امریکی ریاستوں کی تظمیم اور باغظہ امریکا کے لیے گیارہ ممالک تو گویا اس اعلان ہی کے منتظر تھے۔ انہوں نے فوری طور پر اس اعلان کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ دوسری طرف روس، چین، ایران اور کیوں بہانے صدر گلوس مکدو روکی حمایت کا اعلان کر دیا۔ ان میں ترک کے صدر رجب طیب اردوغان بھی شامل ہو گئے۔

امریکا اور ترکی کی ایک بار بھر تصادم کی راہ پر ہیں۔ واشنگٹن نے انقرہ کو گھیرنے کی لئے کوششیں کی ہیں۔ ایک بار احمد توڑک مجیدش پر کیا گیا، جو جیل بیا گیا ہے۔ ترک صدر اردوغان کا واب امریکا کے لئے بھرنا ہے اگیا ہے۔ جمیع کیفیتیں یہ ہے کہ وہ امریکا سے بہتر طور پر منٹنے کے موڑ میں ہیں۔ ویزو بیلا کے معاملے میں ترک صدر نے ٹویٹ کیا کہ "ہم ویزو بیلا ہیں"۔ یہ گویا امریکا اعلان تھا کہ امریکا جو چاہے کر لے، اس کی خالصت ترک نہیں کی جائے، بالخصوص اصولوں کے معاملے میں۔ یہ ٹویٹ ترکی میں عمومی روحان بن گیا۔ ترکی نے ایردوغان کے درمیان روس، چین، ایران، ویزو بیلا اور ایسی ہی دیگر ریاستوں سے تعلقات بہتر بنانے اب تک جو کچھ ہو گئی ہیں۔ ویزو بیلا سے تعلقات کو ہیں جو مطلق العنان حکومتیں ہیں۔ ویزو بیلا سے تعلقات کو دعست دینے میں ترکی نے بجلی یا ناتمل کا مقابلہ پہنچ لیا۔ دونوں ممالک نے حال ہی میں ایک وسیع الجایہ و معابرے پر مشتمل کیے ہیں، جس کے تحت ویزو بیلا کے دارالحکومت کا راس کیا ہے۔ ایک مسجد تعمیر کی جائے گی اور ترک ایز لائن کا فورٹ بھی کھولا جائے گا۔ دونوں ممالک نے کئی برس پہلے ایک اور معاهدہ بھی کیا تھا، جس کا نہیادی مقصد و طرف تجارت کو وسعت دینا تھا۔ امریکا نے ویزو بیلا کو مختلف حلات میں مد دینا چاہری رکھا ہے۔ اسی روشن پاگامن رہنے کا یہ تجھہ برآمد ہوا ہے کہ ترکی بھی ویزو بیلا کو مشکل حلات میں مد دینا چاہری رکھا ہے۔

جس کے نتیجے میں وہاں کے عوام کی مشکلات بڑھتی ہیں۔ ایران سیاست کی ممالک نے ویزو بیلا کو مشکل حلات میں مد دینا چاہری رکھا ہے۔ اسی روشن پاگامن رہنے کا یہ تجھہ برآمد ہوا جو لائی میں ویزو بیلا کے اشیت بینک نے اعلان کیا کہ وہ ترکی میں ویزو بیلا کے اشیت بینک نے اعلان کیا کہ وہ ترکی میں قائم ایک بڑے کارخانے میں اپنے سونے کو بہتر منتقل فراہم کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس اعلان کے بعد ویزو بیلا

سے ۲۰۱۵ء کے دوران بگدادیش نے چین سے ۲ عدد بھری چہار بھی خریدے، جن میں دو پڑول بوٹھ بھی شامل ہیں۔ ہمیکا لوگی اور اسلائیکی اس خریداری کی وجہ سے بگدادیش کی

بھری فوج نے اپنے سمندری صدروں کے دفاع کو مضبوط کیا ہے۔ اس عرصے کے دوران چین اور بگدادیش نے تعلیم اور ثقافت کے شعبہ جات میں بھی اپنے تعلقات کو مختتم کیا ہے۔ بگدادیش کی سرکاری اور غیر چینی جامعات میں چینی زبان سکھانے کے بہت سے مرکوز کھوٹے جا پکے ہیں۔ چینی حکومت کی جانب سے اسکا لارٹپ دیے جانے کی وجہ سے چین میں بگدادیشی طلبہ کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔

لہذا دونوں اطراف کی توقعات کے میں مطابق ہسینہ واحد کے تیسرے دور حکومت میں دونوں ممالک کا باہمی تعاون ہزیز فروغ پائے گا۔ چین کو اس بات کا لیکھن ہے کہ ہسینہ واحد کی سربراہی میں بگدادیش اپنے ”ویشن ۲۰۲۱“ کے اہداف کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ جس کے نتیجے میں بگدادیش درمیانے درجے کی آمدن والے ممالک کی فہرست میں شامل ہو جائے گا۔ جس سے آئے والے دنوں میں دونوں ممالک کے درمیان دوستی اور تعلقات نئی بلند یوں پر پہنچ جائیں گے۔ (ترجمہ: حافظ محمد نیونون)

"New Government in Bangladesh: Implications for China-Bangladesh relations".
("moderndiplomacy.eu". January 19, 2019)

اسلام اور برطانوی اقدار

برطانیہ میں کئے گئے ایک سروے کے مطابق فرانس اور جرمنی کے مقابلے میں برطانیہ کے لوگ اسلام کے حوالے سے زیادہ مقلح ہیں تاہم برطانوی شہریوں کی تباہی تعداد بکلی اقدار اور اسلام کو ایک دوسرے سے متصادم سمجھتے ہیں۔ برطانوی میڈیا کے مطابق ۲۰۱۸ء میں قدر برطانوی عوام سمجھتے ہیں کہ اسلام اور برطانوی القدار ایک دوسرے سے متصادم ہیں۔ اسی طرح فرانس اور جرمنی میں کئے گئے سروے کے مطابق ہر دو سرا شہری اس بات پر مترض ہو گا کہ اس کا کوئی رشتہ دار یا دوست کسی مسلمان سے شادی کرے۔ سروے کے مطابق برطانیہ کی ایک چوتھائی سے زیادہ عوام ۲۰۱۷ء میں قید لوگ اس بات سے مطمئن نہیں ہوں گے کہ ان کا کوئی دوست یا رشتہ دار کسی مسلمان سے شادی کرے۔ سروے کے مطابق فرانس اور جرمنی میں بالترتیب ۷۶ اور ۴۲٪ قید لوگ کہتے ہیں کہ وہ مسلمان کو جانتے ہی نہیں ہیں جبکہ ایک چوتھائی سے زائد افراد نے تایا کہ وہ اسلام کی بنیادی تعلیمات سے آگاہ ہیں۔

حسینہ واحد کا دور حکومت اور چین - بگدادیش تعلقات

Noor Mohammad Sarker

جن پنگ نے بگدادیش کا دورہ کیا تو ان کا سرکاری طور پر ایسا فقید الشال استقبال کیا گیا جو کرتار من میں کسی سربراہ مملکت کا نہیں کیا گیا تھا۔ یہ تیس برسوں میں کسی بھی چینی سربراہ مملکت کی جانب سے بگدادیش کا پہلا دورہ تھا۔ یہ دورہ دونوں ممالک کے درمیان سفارتی تعلقات میں تنگ میں کی جیت رکھتا ہے۔ اس دورے کے دوران دونوں ممالک نے تجارت اور سرمایہ کاری کے شعبے میں ۳۰ را عشاریہ ۲ رابر ڈالر کے مختلف معاملوں اور یادداشتوں پر وثیقہ کیے۔ اس کے علاوہ صدر رؤی جن پنگ نے ترقیاتی منصوبوں کے لیے ۲۰۲۳ء میں ڈالر کے قرضوں کا اعلان کیا۔ اس سے قبل ۲۰۱۴ء میں China Major Bridge Engineering Company (CMBEC) کو بگدادیش کی تاریخ کے سب سے بڑے ترقیاتی منصوبے ”پہمائلی“ کی تعمیر کا مکمل دیا گیا۔

۲۰۱۲ء سے بگدادیش، چین کے ”بیٹھ روڑ“ منصوبے کا باقاعدہ شرکت وار ہے۔ اس کے علاوہ یا یشین افراسٹرکچر ایڈنڈ انسٹیٹیوٹ بینک کے نیادی ارکان میں سے ہے۔ جنرال ایئری طور پر بگدادیش BRI کے سمندری اور زمینی راستوں کا حصہ بھی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بگدادیش،

چین، بھارت، میانمار اقصادی رابہری (BCIM-EC) میں اس ارب ڈالر سالانہ تک پہنچ پکا ہے۔ اس بڑے حجم کے ساتھ چین بگدادیش کا سب سے بڑا تجارتی شرکت دار بھی بن چکا ہے۔ بگدادیش کے ”ایسپورٹ پر موشن پیورڈ“ کے اعدادو شمار کے مطابق ماں سال ۲۰۱۵ء میں چین کو ۸ کروڑ ڈالر سے زائد کی برآمدات کی گئیں۔ جبکہ ماں سال ۱۱-۲۰۱۰ء میں برآمدات ۲۲-۳۱۹ میں ڈالر تھیں۔ اسی طرح ماں سال ۱۲-۲۰۱۵ء میں چین کی بگدادیش کو کوئی گئی برآمدات ۸۹ رابر ڈالر تھی، جب کہ یہی برآمدات سال ۱۱-۲۰۱۰ء میں ۵ را عشاریہ ۹ رابر ڈالر وصول کر رہا ہے۔

اس کے علاوہ گر شدہ دہائی میں چین نے جنوبی ایشیا میں اپنے آپ کو بگدادیش کے اسٹریچ بیکوئٹی پائزر کے طور پر منویا ہے۔ مثال کے طور پر ۱۵-۲۰۱۲ء کے دوران بگدادیش چینی اسٹریچ ساز و سامان کا دوسرا بڑا خریدار رہا ہے۔ ہسینہ واحد کے درمیان تعلقات اگر اسی طرح برقرار رہے تو باہمی تجارت کا جم ۲۰۲۱ء میں ۱۸ رابر ڈالر تک جا پہنچ گا اور یہ وہ سال ہو گا جب بگدادیش اپنے قیام کی پیچا سویں ساگرہ منا رہا ہو گا۔

گر شدہ دہائی میں بگدادیش نے چین کے ساتھ صرف معماشی تعلقات ہی نہیں بلکہ باہمی تیاریا کا دوسری قیام کی تھیں، جبکہ اسی تعلقات کے نتیجے میں چین کے ساتھ بھری خریدیں، جو کوئی ۲۰۱۲ء میں جب چینی صدر رؤی